مدارس، مساجد اور گھروں میں

اسلامی تعلیم و تربیت کے لیے کورس

4

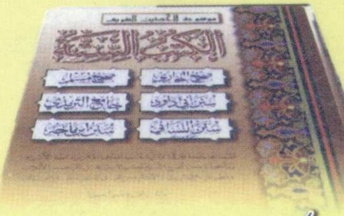

حدیث کی چوتھی کتاب

تحقیق و تخریج کے ساتھ جدید ایڈیشن

www.KitaboSunnat.com

تالیف

مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ

تخریج و تزئین

محمد ادریس فاروقی رحمہ اللہ

مسلم پبلیکیشنز

MUSLIM PUBLICATIONS

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

حدیث کی چوتھی کتاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدارس، مساجد اور گھروں میں

اسلامی تعلیم و تربیت کے لیے کورس

4

حدیث کی چوتھی کتاب

تحقیق و تخریج کے ساتھ جدید ایڈیشن

تالیف

مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ

تخریج و تزیین

محمد ادریس فاروقی

مسلم پبلیکیشنز
MUSLIM PUBLICATIONS

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق اشاعت برائے مسلم پبلیکیشنز محفوظ ہیں

نام کتاب: .... حدیث کی چوتھی کتاب

مصنف: .... مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ

مدیر: .... حکیم محمد ادریس فاروقی

اشاعت چہارم: .... جنوری 2012

تعداد: 1100

ناشر: .... مسلم پبلیکیشنز سوہدرہ (گوجرانوالہ)

مطبع: .... انٹرنیشنل دارالسلام پرنٹنگ پریس لاہور

ڈسٹری بیوٹر

دارالسلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور
کراچی • لندن • ہیوسٹن • نیو یارک
DARUSSALAM

ہیڈ آفس و مرکزی شوروم 36 - لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور

فون: 711 1023 , 711 0081 , 723 2400 , 724 0024 فیکس: 735 4072

E-mail: darussalampk@hotmail.com Website: www.dar-us-salam.com

شوروم اردو بازار اقرأ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 712 0054 فیکس: 732 0703

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

عرض ناشر	7
پیش لفظ	9
دیباچہ	11
﴿۱۰۵﴾ مسلمان کو کافر کہنے کی سزا	13
﴿۱۰۶﴾ دین پر استقامت کی مثال	15
﴿۱۰۷﴾ کیسی بیوی کا انتخاب کرنا چاہیے؟	17
﴿۱۰۸﴾ سب سے بہتر صدقہ	19
﴿۱۰۹﴾ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت	21
﴿۱۱۰﴾ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق	23
﴿۱۱۱﴾ شرک بڑا ظلم ہے	27
﴿۱۱۲﴾ کسی پر لعنت بھیجنا	30
﴿۱۱۳﴾ کھانے کی قدر کیجیے	33
﴿۱۱۴﴾ بھول چوک کی معافی ہے	35
﴿۱۱۵﴾ دنیا سے دل نہ لگاؤ	37
﴿۱۱۶﴾ سیرت و کردار اچھا بناؤ	39
﴿۱۱۷﴾ نافرمان امتی کون؟	43
﴿۱۱۸﴾ اہل و عیال سے ہاتھ کھینچنا	47
﴿۱۱۹﴾ قرآن سے تعلق استوار کرنے کا فائدہ	49

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۰ مے خواری کی آفت	52
۱۲۱ تبلیغ و دعوت کے ترک کی سزا	55
۱۲۲ آب زمزم کے فوائد و ثمرات	58
۱۲۳ غیبت و چغلی کی مذمت	63
۱۲۴ مریض کی عیادت کا ثواب	65
۱۲۵ مساجد کا احترام	70
۱۲۶ مومن کی مثال	74
۱۲۷ سات آدمی اللہ کے سائے میں	76
۱۲۸ چند بد نصیب افراد	90
۱۲۹ تواضع و انکساری کی اہمیت	93
۱۳۰ سرور انبیاء علیہ السلام کا عجز و انکسار	97
۱۳۱ مردوں کو برا کہنے کی مذمت	100
۱۳۲ ہاتھ کی کمائی کی فضیلت	103
۱۳۳ قحط کسے کہتے ہیں؟	105
۱۳۴ نماز باجماعت کی فضیلت	108
۱۳۵ نماز میں آمین کہنا	115
۱۳۶ بیوی سے عداوت رکھنا	118
۱۳۷ غصے پر قابو پانے کی فضیلت	120

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر

"پیارے نبی کی پیاری باتیں" کتب احادیث کا وہ بابرکت سلسلہ ہے جو حضرۃ العلام مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ نے بچوں میں حدیث کا شوق پیدا کرنے کے لیے شروع کیا تھا۔ جس وقت آپ نے یہ مبارک سلسلہ شروع فرمایا تھا اس وقت بچوں کے لیے حدیث کے موضوع پر بہت کم کتب موجود تھیں۔ بہرحال آپ نے نونہالان چمن کی اصلاح و تربیت کے لیے جو کتب لکھیں اور ان کی جو تشریح فرمائی وہ اپنی سلاست اور افادیت کی بنا پر بہت پسند کی گئیں۔ اپنے وقت کے تقریباً ۵۰۰ علمائے کرام نے ان کتب کی بابت اپنے اچھے ریمارکس دیئے۔ نموتاً چند علماء کے ریمارکس شروع کتاب میں دیئے گئے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر کتاب کی حیثیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

یہ حدیث کی چار کتب ہیں۔ ہر کتاب میں متعدد احادیث ہیں۔ پہلی کتاب میں ۴۰۔ احادیث ہیں۔ دوسری میں ۳۲' تیسری میں ۳۲ اور چوتھی کتاب میں ۳۳ احادیث ہیں۔ اس طرح "پیارے نبی کی پیاری باتوں" کا یہ نورانی سلسلہ کل ۱۳۷۔ احادیث پر مشتمل ہے۔

پہلی کتب میں فہرست اور عنوانات نہیں تھے' موجودہ کتب میں فہرست اور عنوانات دے دیئے گئے ہیں۔ اس طرح ان کتب سے استفادہ کرنا مزید سہل اور مفید ہو گیا ہے۔

علاوہ ازیں اس کتاب میں تصحیح' تزئین اور تخریج کا کام ہوا ہے جس سے اس کی اہمیت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ کوئی حدیث حوالہ کے بغیر نہ ہو۔ کتاب کی کمپوزنگ' پرنٹنگ اور بائنڈنگ کا بھی خاص خیال رکھا گیا ہے۔

حدیث کی کتب اگرچہ بچوں کے لیے لکھی گئیں مگر ان سے بڑے بھی استفادہ کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتے ہیں۔ بے شک یہ کتب عوام و خواص' مبتدی و منتہی غرض سب افراد کے لیے ایک جیسی مفید ہیں۔ ان کتب کا یہی پہلو ان کو دیگر کتب سے ممتاز کرتا ہے۔

حدیث کا یہ عظیم و وقیع سلسلہ عالم اسلام کے اشاعتی ادارہ دارالسلام کے توسط سے شائع اور ڈسٹری بیوٹ کیا گیا ہے۔ تاکہ حدیث کی زیادہ سے زیادہ نشر و اشاعت ہو۔

حافظ محمد نعمان فاروقی
مدیر مسلمان کمپنی سوہدرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

یوں تو اس وقت حدیث پر بہت کام ہوا ہے اور یہ بابرکت سلسلہ دور نبوی سے شروع ہے اور قیامت تک رہے گا۔ ارباب علم و فضل نے اس پر بہت دماغ سوزی کی اور خامہ فرسائی فرمائی۔ احادیث کو سینوں میں جمع کیا۔ کاغذ کے سفینوں میں منتقل کیا۔ ان کی تبویب کی۔ تحقیق و تفحص سے کام لیا۔ اصول حدیث وضع کیے۔ اسماء الرجال کو منضبط فرمایا۔ احادیث کی مختلف حیثیتوں سے درجہ بندی کی۔ شروحات رقم کیں۔ گتھیوں کو سلجھایا۔ پیچیدگیوں کو حل کیا۔ غرض انہوں نے خدمت و اشاعت حدیث کے سلسلے میں وہ وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کا باید و شاید۔

بعض اہل علم نے بڑی کتب لکھیں' بعض نے چھوٹی۔ اسی طرح بعض نے خواص کے لیے ذخیرہ حدیث یکجا کیا اور بعض نے عوام کے لیے یہ خدمت سرانجام دی۔ عوام اور بچوں کے لیے حضرۃ العلام مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ نے آج سے کوئی پچاس سال پہلے حدیث کی کتب کا سلسلہ شروع فرمایا تھا جو تقریباً چوتھی کتاب تک پہنچ سکا۔ اگر آپ کو فرصت حیات اور ملتی تو شاید یہ سلسلہ اور آگے جاتا۔ مگر آپ نے جتنا بھی لکھا وہ بھی غنیمت ہے۔ آپ کا انداز تحریر سلیس' آسان اور عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ دلچسپ بھی ہے۔ یہی وجہ ہے جو آپ کا تحریر کردہ سلسلۂ احادیث پسند کیا گیا۔ چنانچہ بعض مدارس میں اسے سلیبس میں شامل کر دیا گیا اور بچے ان احادیث اور ان کی تشریحات کو زبانی یاد کر کے تقریر و بیان کی صورت میں حاضرین کو سناتے تھے۔ اس طرح یہ سلسلہ بہت کامیاب رہا۔ ہمارے خیال میں اگر مدارس کے مبتدی طلبہ و طالبات میں یہ سلسلہ شروع کیا جائے تو بفضلہٖ مفید رہے گا۔ بلکہ یہ ۱۴۷ تیار تقاریر ہیں جن سے مبتدی (چھوٹے) طلبہ و طالبات کے علاوہ اہل علم بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے خطبات و تقاریر میں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

کارکنان "مسلمان کمپنی" سوہدرہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ جنہوں نے یہ عظیم و وقیع کتاب شائع کر کے حدیث نبوی کی تبلیغ و اشاعت میں حصہ لیا ہے۔

محمد ادریس فاروقی

ڈائریکٹر مسلمان کمپنی سوہدرہ

۲۰ دسمبر ۲۰۰۲ء گوجرانوالہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

الحمدللہ ! کہ "یہ حدیث کی چوتھی کتاب" جو مدت سے تیار پڑی تھی اور اس کی اشاعت محض کاغذ نہ ملنے کی وجہ سے معرض التوا میں تھی آج آپ کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے' اگرچہ پہلے بھی قارئین نے اس سلسلہ کو بہت پسند کیا اور حتیٰ الوسع اس کی اشاعت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا مگر تاہم جیسی کہ توقع تھی اس کی اشاعت نہیں ہوئی۔ مگر اب جبکہ پاکستان بن گیا ہے اور ایک خالص اسلامی سٹیٹ کا وجود عمل میں آ گیا ہے' ہم توقع رکھتے ہیں کہ مسلمان اس سلسلہ "کتب احادیث" کی طرف زیادہ توجہ دیں گے۔ کیونکہ ان کی دینی اور دنیوی فلاح کا راز اسی میں مضمر ہے کہ وہ اسلامی زندگی پیدا کرنے کے لیے چودہ سو سال پیچھے ہٹ جائیں۔ اور پیچھے ہٹنے سے مراد یہی ہے کہ وہ اپنی اسی پرانی تعلیم پر جو آج سے چودہ سو سال پہلے رائج تھی عمل پیرا ہوں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس وقت "قرآن مجید" اور "احادیث نبوی" کے سوا اور کوئی تعلیم نہیں تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو کچھ پایا اسی سے پایا۔ اسی سے انہیں تاریخ ملی' حساب ملا' سائنس ملی' جیومیٹری ملی' طب ملی' اور اسی سے انہیں اخلاق کا سبق ملا' تمدن ملا' تہذیب ملی' معیشت ملی' معاشرت ملی۔ اور اسی سے انہوں نے تجارت سیکھی۔ غرضیکہ دنیا اور دنیا کی ساری تعلیم کا ماخذ یہی قرآن و حدیث ہے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ مسلمان اپنی تمام تر توجہ ادھر مبذول کریں اور قرآن مجید کے ساتھ ساتھ علم حدیث سے پورا پورا استفاضہ کریں۔ اور دنیوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علوم کے ساتھ حدیث نبوی کا علم بھی سیکھیں۔ اپنے علاوہ اپنی اولاد کو بھی ادھر متوجہ کریں۔ امید ہے اس سلسلہ میں حدیث نبوی کو آپ بہت نافع و مفید پائیں گے۔

سوہدرہ

یکم جنوری ۱۹۴۸ء

عبدہٗ

عبدالمجید خادم سوہدروی عفی عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۱۰۵﴾

مسلمان کو کافر کہنے کی سزا

اَیُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِاَخِیْهِ یَا کَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا[1]

ترجمہ ”جس شخص نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہوگا“۔

تشریح اس حدیث میں لوگوں کے برے تکیہ کلام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لوگوں نے کسی سے سن لیا کہ کافر سب سے برا لفظ ہے جس کو کوئی مسلمان اپنے لئے سننا گوارا نہیں کرتا۔ بس پھر کیا تھا جب ساری گالیاں ختم ہو جاتی ہیں' تو آخر میں اس لفظ سے کام لیا جاتا ہے اور غصہ میں لال پیلا ہو کر ایک دوسرے کو کافر کہہ دیا جاتا ہے' گویا گالیوں میں سے یہ آخری گولہ ہے جو اپنے مخالف پر پھینکا جاتا ہے۔

اس حدیث میں اس لفظ کو ایک دوسرے کے حق میں استعمال کرنے سے بہت سختی کے ساتھ روکا گیا ہے اور کہہ دیا گیا ہے کہ جو شخص دوسرے کو کافر کہے اور وہ مسلمان ہو تو کہنے والا خود کو اس لقب کا ملقب ٹھہرائے گا۔ سمجھانا یہ ہے کہ دوسرے کے لئے کوئی سخت لفظ استعمال کرنا خود اپنے لئے ہی استعمال کرنے کے برابر ہے'

---

(۱) (بخاری' الادب' باب من اکفر اخاہ بغیر تاویل ھو کما قال ح ۶۱۰۴۔ مسلم' الایمان باب بیان حال ایمان من قال لاخیہ المسلم یا کافر ح ۶۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ بحیثیت مسلمان دونوں کی عزت اور حیثیت برابر ہے۔ جو دوسروں کی آبروریزی کرے گا خود اس کی اپنی آبرو کیا خاک رہ جائے گی؟

چاہیئے کہ ایک مسلمان کو ویسا ہی قابل عزت سمجھے' جیسا وہ خود بننا چاہتا ہے' ورنہ اگر دوسرے کی پگڑی اچھالی تو دوسرا اسے کیا بخش دے گا؟ دوسرے کو برا کہنا اور اس کے لئے انتہائی سخت الفاظ استعمال کر لینا گویا اسے اس بات کی دعوت دینا ہے کہ دوسرا بھی اسے ایسا ہی کہے۔ اور اگر دوسرا بھی ایسا ہی اکڑ باز ہے تو وہ بھی اسے ضرور ایسا ہی کہے گا اور پھر یا تو دونوں کے درمیان ہمیشہ کے لئے دشمنی قائم ہو جائے گی اور یا جو تیز اکھڑ اور گرم مزاج ہے وہ اپنے مقابل کا خاتمہ ہی کر دے گا۔ اس حدیث میں تقاضا یہ ہے کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھیں' ورنہ طرح طرح کی مصیبتوں میں آپ بھی پھنسیں گے اور دوسروں کو بھی پھنسائیں گے' بعض لوگ فخریہ کہتے ہیں کہ "مجھ سے نہ بولنا" "اگر میرے ساتھ زبان درازی کی تو مجھ سے برا کوئی نہ ہو گا۔" "زبان گدی سے کھینچ لوں گا" وغیرہ۔ اس قسم کے کلمات خبیثہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں ان سے بچنا چاہیئے۔

اجی حضرت۔ آپ تو ماشاء اللہ خود کو مسلمان کہتے ہیں تو پھر پکے سچے مسلمان ہی رہنا چاہیئے۔ یہ درشت مزاجی اور سخت کلامی کا طریقہ آپ نے کب سے اختیار کر لیا ہے' دیکھیے۔ آقائے نامدار ﷺ کیا نصیحت فرما رہے ہیں' غصہ تھوک دیجئے۔ مسلمان بے قابو اور بدحواس نہیں ہوا کرتا وہ تو اپنے اللہ کا حکم بردار بندہ' حلیم' بردبار اور منکسرالمزاج ہوتا ہے' آپ ایسا ہی بننے کی کوشش کیجئے۔ یہی طریقہ حضور پاک ﷺ نے بتلایا ہے' یہی اخلاق اللہ کو پسند ہے۔ اور حقیقت میں اسی طریقے میں عظمت ہے۔

شیطان سے یارانہ گانٹھنا ٹھیک نہیں ہے توبہ توبہ۔ کسی کو اپنے منہ سے برا نہ کہیے' ورنہ آپ کے رویہ سے اسلام الگ بدنام ہو گا اور آپ الگ منہ کی کھائیں گے' یاد رکھیے' بدخلقی اور اسلام ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ یہاں غضب اور طیش کی حالت میں کسی کو کافر کہنے کا ذکر ہے ورنہ اگر مسلمان شرعی فتویٰ سے یا سوچ سمجھ کر مثلاً کسی کے مرتد ہو جانے یا بنیادی امور اسلامیہ میں سے کسی کو ترک کر دینے سے اسے خارج از اسلام قرار دیں تو یہ الگ بات ہے۔

***

۱۰۶

دین پر استقامت کی مثال

"يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ اَلصَّابِرُ فِيهِ عَلٰى دِيْنِهٖ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ"[1]

ترجمہ "لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں دین پر قائم رہنے والا ایسا ہو گا جیسا وہ شخص جس نے مٹھی میں آگ کا دھکتا ہوا انگارہ پکڑ رکھا ہو"۔

تشریح اس حدیث پر غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ دین کیا چیز ہے اور اس پر چلنا آسان کیسے ہوتا ہے' اور مشکل کیسے ہو جاتا ہے' یوں تو ہر دین میں

(۱) ترمذی' الفتن' باب ۷۳' ح ۲۲۶۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ نہ کچھ پابندیاں ضرور ہوتی ہیں اور ظاہر ہے کہ پابندیوں سے انسان گھبراتا ہے لیکن یہاں دین سے مراد اسلام ہے جس کا خلاصہ تقویٰ ہے' تقویٰ کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ سے ہر وقت ڈرتے رہنا' اس کو ہر جگہ (علم و قدرت کے لحاظ سے) حاضر و ناظر جاننا اور یقین کرنا کہ اس نے ہمیں دنیا میں کچھ باتوں کے کرنے کا حکم دیا ہے' اور کچھ باتوں سے روکا ہے' جن کے کرنے کا حکم دیا ہے ان کے کرنے کا ثواب ملے گا اور نہ کرنے پر سزا ملے گی۔ اور جن سے روکا ہے' ان کے کرنے پر سزا ملے گی اور نہ کرنے پر ثواب ملے گا۔

غرض اسلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کو ماننا جو وہ کہے وہ کرنا جس سے وہ روکے اس سے رک جانا' باتیں آسان بھی ہیں اور مشکل بھی' آسان تو اس وقت ہیں جب سب آدمی اکٹھے ہو کر اس بات پر اتحاد کر لیں کہ اللہ کو مانیں گے اس کے حکم بجا لائیں گے' اس وقت مسجدیں آباد ہوں گی' رمضان کے روزے رکھے جائیں گے' محتاجوں کی خبرگیری کے لئے زکوٰۃ دی جائے گی۔ مالدار لوگ ذوق و شوق کے ساتھ حج کریں گے' ہر وقت قرآن و حدیث کا چرچہ ہو گا اور لوگ علماء سے ہر وقت پوچھتے رہیں گے کہ وہ کام کون سے ہیں جن سے اللہ راضی ہوتا ہے اور وہ کون سے ہیں جن سے وہ ناراض ہوتا ہے۔

جرائم کی سزا اللہ کے مقرر کئے ہوئے قانون کے مطابق دی جائے گی' چوری' زنا' ڈاکہ' لوٹ مار' قتل و غارت ایسے بڑے بڑے جرائم کم بلکہ آہستہ آہستہ ختم ہو جائیں گے۔ اور ایک ایسا ماحول پیدا ہو جائے گا جو ہر ایک کو نیک کام پر آمادہ کرے گا اور برے کاموں سے روکے گا۔ حکومت کو انتظام میں کچھ مشکل نہ پڑے گی اللہ کا خوف ہو گا' لوگ بیکار روپیہ جمع نہ کریں گے۔ مالدار ہونے کی ہوس نہ ہو گی' اور مل جل کر سب کا کام بخوبی چل جائے گا۔

اگر بدقسمتی سے لوگ اللہ کو بھول جائیں' دل میں خوف نہ رہے تو پھر ہر شخص جو اس کے جی میں آئے گا کہہ گزرے گا۔ زوردار کمزوروں کو دبا لے گا۔ ہر ایک کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روپیہ جمع کرنے کی دھن لگے گی۔ لوگ دوسروں کو میدان سے ہٹا کر آپ آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے' سمجھ دار لوگ لاکھ چاہیں گے کہ لوگوں کو سیدھا کریں لیکن لوگ ٹیڑھے ہی چلیں گے۔ بڑے بڑے جرم معمولی بن کر رہ جائیں گے۔ سمجھانے والوں کی کوئی نہ سنے گا۔ دنیا میدان حشر کا نمونہ بن رہی ہو گی۔ اصلاح کرنے والے پہلے اپنا پیٹ بھرنے کی فکر کریں گے اور جب خوب روپیہ جمع کر لیں گے تب لوگوں سے کہتے انھیں گے کہ لوٹ کھسوٹ بند کرو' ضرورت کی چیزوں کو مہنگا نہ کرو' ظاہر بات ہے کہ ایسے ماحول میں دین کی پابندی یوں مشکل ہو گی کہ جیسے اس نے ہاتھ میں آگ کا انگارہ لے رکھا ہو۔ مگر ایسے آدمی کا مقام اللہ کے ہاں بہت بلند ہو گا۔

***

۱۰۷

کیسی بیوی کا انتخاب کرنا چاہیے

تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَا لِهَا وَ لِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ۔[1]

---

[1] بخاري' النكاح' باب الاكفاء في الدين ح ۵۰۹۰۔ مسلم' الرضاع' باب استحباب نكاح ذات الدين ح ۱۴۶۶۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ "جب کوئی نکاح کرتا ہے تو عورت میں چار چیزیں دیکھتا ہے (۱) اس کا مال (۲) اس کا حسب نسب (۳) اس کا جمال (۴) اس کا دین (مذہب کی پابندی) بس تو دیندار عورت سے نکاح کی کوشش کر تیرے ہاتھ خاک آلودہ ہوں (یہ آپ نے ازراہ شفقت فرمایا)"۔

تشریح عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ شادی یا تو ایسی جگہ کی جاتی ہے جہاں سے مال و دولت اور جہیز وغیرہ کافی ملنے کی امید ہو۔ عورت اور اس کے متعلقین بڑے امیر اور تونگر ہوں۔ یا اونچے گھرانے میں کی جاتی ہے کہ نام اچھلے' واہ واہ ہو' اور بڑے بڑے لوگوں سے تعلقات قائم ہوں۔ اور یا کسی عورت کے حسن و جمال کا شہرہ سن کر اس سے نکاح کیا جاتا ہے جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے کہ عورت بے دین ہو۔ اسلام کے خلاف ہو' بے پردہ ہو تو کچھ پرواہ نہیں۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ وہ فیشن ایبل ہو' گالوں پر غازہ' ہونٹوں پر سرخی جمائی ہو' ماتھے پر قشقہ لگانا خوب جانتی ہو' حالانکہ یہ تینوں اقسام کی مستورات فتنہ و فساد کی جڑ ہیں اور ایسی شادیوں کا انجام عموماً بخیر نہیں ہوتا۔

چوتھی قسم دیندار اور اسلام پسند عورت کی ہے پس حضور ﷺ مسلمانوں کو تاکید فرماتے ہیں کہ تم صرف صاحب دین عورت کو نکاح میں لاؤ کیونکہ یہی بہترین ہے' یہی دین و دنیا میں موجب خیر و برکت ہے اور باعث راحت و عزت ہے۔

اے کاش! مسلمان نبی ﷺ کے اس ارشاد پر غور کریں اور دنیوی جاہ و جلال' دنیوی حسن و شباب پر لٹو ہونے کی بجائے آخرت پر نگاہ رکھیں۔ دنیا میٹھی اور سرسبز تو ضرور ہے مگر اس مردود کے پیچھے لگنے والوں کو کتوں سے تشبیہ دی گئی ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ ہر حالت میں دین کو دنیا پر مقدم رکھو۔ اور شادی نکاح کے موقعہ پر یہ ضرور دیکھو کہ فریق ثانی دیندار بھی ہے یا نہیں؟ دنیا پر دین کو ترجیح دیتا ہے یا نہیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین پسند عورت سے نکاح کرنا یقیناً موجب خیر و برکت ہوگا۔ وہ شوہر کی عزت بجا لائے گی اولاد کی صحیح تربیت کرے گی اور تمہارے والدین اور عزیزوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گی۔ جس سے تمہیں دلی سکون اور خوشی حاصل ہوگی۔ اور صحیح بیوی ہوتی ہی وہ ہے کہ جس سے شوہر کو سکون اور خوشی حاصل ہو۔

***

١٠٨

سب سے بہتر صدقہ

اَیُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ اَجْرًا قَالَ اَنْ تَصَدَّقَ وَ اَنْتَ صَحِیْحٌ شَحِیْحٌ تَخْشَ الْفَقْرَ وَ تَأمُلُ الْغِنٰی وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰی اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ کَذَا وَ لِفُلَانٍ کَذَا وَ قَدْ کَانَ لِفُلَانٍ [1]

ترجمہ ”ایک شخص نے پوچھا حضور ﷺ کس صدقہ کا اجر سب سے زیادہ ملتا ہے؟ آپ نے فرمایا تو ایسی حالت میں صدقہ

---

(1) بخاری، الزکاۃ، باب فضل الصدقۃ الشحیح الصحیح ..... ح ۱۴۱۹۔ مسلم، الزکاۃ، باب بیان ان افضل الصدقۃ صدقۃ الصحیح الشحیح ح ۱۰۳۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے کہ تندرست بھی ہو اور ضرورت مند بھی' تجھے اپنی احتیاج کا احساس ہو اور غنا کا خیال بھی۔ اپنا صدقہ' اس وقت تک ملتوی نہ کرنا کہ جان کنی کا وقت آ جائے اور پھر تو کہے کہ فلاں کو اتنا دے دو اور فلاں کو اتنا' تمہارے کہنے کی ضرورت نہیں اب وہ ان کا ہو چکا"۔

تشریح اس حدیث میں آنحضرت ﷺ صدقہ دینے کی تاکید فرما رہے ہیں کہ "لاَ تُمْهِل" نیکی کے کام میں تساہل و تغافل سے کام نہ لو۔ نیز فرمایا۔ بیماری میں دینے کی بجائے بحالت صحت دینا افضل ہے' اور فراخی میں دینے کی بجائے تنگی میں دینا اور اپنی ضرورت کاٹ کر دینا اولیٰ ہے' پس جس قدر مقدور ہو جتنی طاقت اور استطاعت ہو جب تک ہاتھ چلتا ہو۔ اور جب تک تمہارے قبضہ و اختیار میں کچھ ہو' اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہو' جب تمہارا مال تمہارے وارثوں کے ہاتھ میں چلا جائے گا تو اس وقت یہ امید رکھنا کہ وہ تمہاری طرف سے اللہ کی راہ میں کچھ دیا کریں گے' فضول اور عبث ہے۔ جب اپنے ہاتھ سے کچھ نہ دیا تو دوسرے لوگ جن کی اپنی ہی ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں' تمہارے لئے کیا دیں گے' اور تمہیں کیا ثواب دلائیں گے؟ اور جو تمہارے مال پر قابض ہو کر تمہاری زندگی میں کچھ نہیں دیں گے وہ تمہارے مرنے کے بعد تمہاری طرف سے کیسے دیں گے؟

اس ارشاد نبوی سے ثابت ہوتا ہے کہ اپنے ہی ہاتھ کا دیا ہوا آخرت میں کام آتا ہے' اپنے ہی اعمال فائدہ پہنچاتے ہیں' یہ نہیں کہ نیکی کوئی کرے ثواب کوئی اور پائے' صدقہ کوئی دے اس کا اجر کوئی اور لوٹے "دہ در دنیا ستر در آخرت" یعنی دنیا میں خیرات کرو' اور آخرت میں کئی گناہ زیادہ ثواب پاؤ' یہی اس کے ساتھ جائے گا اور یہی اس کے کام آئے گا' نیز نیکی کے کاموں کو ہمیشہ کرتے رہنا چاہئے۔ صدقہ و خیرات دائمی طور پر بقدر امکان دیتے رہنا چاہئے۔ اسی میں اجر ہے اور اسی میں فائدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں:

اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُھَا (بخاری' اللباس' باب الجلوس علی الحصیر و نحوہ ح ۵۸۶۱۔ مسلم' صلاۃ المسافرین' باب فضیلۃ العمل الدائم من قیام اللیل ح ۷۸۲' ۷۸۳' واللفظ لہ)

"اللہ تعالیٰ انہی اعمال کو پسند کرتا ہے جو ہمیشہ اختیار کئے جائیں"۔

وہ نیکی کوئی خاص درجہ نہیں رکھتی جو ایک بار کرکے چھوڑ دی جائے۔ یہی حال صدقہ' خیرات' زکوٰۃ وغیرہ کا ہے' کہ اس کے دینے میں بھی مداومت (ہمیشگی) کی جائے' اور غفلت و کوتاہی سے کام نہ لیا جائے۔

* * *

۱۰۹

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت

اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَۃُ مِنْ طَعَامِ بَیْتِھَا غَیْرَ مُفْسِدَۃٍ کَانَ لَھَا اَجْرُھَا بِمَا اَنْفَقَتْ وَ لِزَوْجِھَا بِمَا کَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِکَ لَا یَنْقُصُ بَعْضُھُمْ اَجْرَ بَعْضٍ شَیْئًا "

(۱) بخاری' الزکاۃ' باب من امر خادمہ بالصدقۃ ولم یناول بنفسہ ح ۱۴۲۵۔ مسلم' الزکاۃ' باب اجر الخازن الامین ... ح ۱۰۲۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ "جب کوئی عورت اپنے کھانے میں سے کسی حاجت مند کو کچھ کھانا دے۔ (فضول خرچ نہ ہو) تو اللہ اس کو اجر دے گا' اس کے خاوند کو بھی اجر دے گا (یعنی کمانے والے کو) اس کے خازن کو بھی اجر دے گا (یعنی کارندہ ملازم وغیرہ کو) اور کسی کا اجر کسی سے وضع نہیں جائے گا یعنی کاٹا نہیں جائے گا۔"

تشریح یوں تو عورت کو اجازت نہیں کہ وہ اپنے شوہر کی مرضی و اجازت کے بغیر اس کی کمائی میں سے خرچ کرے' حتیٰ کہ صدقہ و خیرات بھی اس سے پوچھ کر ہی دے سکتی ہے۔ مگر جو کھانا وہ گھر میں تیار کرتی ہے' اگر اس میں سے وہ فی سبیل اللہ کچھ دے دے بشرطیکہ اس کے دینے سے کسی کی حق تلفی نہ ہو' یعنی گھر کا کوئی آدمی بھوکا نہ رہے تو اس کی اس خیرات کا نہ صرف اس خاتون کو ہی ثواب ملے گا' بلکہ اس اجر میں دو شخص اور بھی شریک ہو جائیں گے' ایک اس کا خاوند' دوسرے وہ خازن یا مختار کار جس کے ذمہ خاوند کی آمدنی کا حساب کتاب ہے یا وہ ملازم جو آگے کام کرتا ہے' اسلام میں بعض نیکیاں ایسی بھی ہیں کہ ان کا ثواب صرف نیکی والے ہی کو ملتا ہے' نیکی پر مائل کرنے والے کو' نیکی کی جانب رہنمائی کرنے والے کو اور نیکی بتانے والے کو بھی ملتا ہے' جیسا کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ (مسلم' الامارة' باب فضل اعانة الغازی فی سبیل الله ...... ح ۱۸۹۳)

"جو شخص کسی کو نیک کام کی ترغیب دے گا وہ بھی اس نیکی کرنے والے کے برابر ثواب پائے گا"۔

چونکہ عورت نے جس کھانے میں سے فی سبیل اللہ کچھ دیا' وہ کھانا اس کے خاوند کی کمائی سے تیار ہوا' اس لئے خاوند بھی صدقہ کے اجر کا حصہ دار بن گیا۔ اور جس خاندان' مختار یا گھر کے لین دین کا حساب رکھنے والے نے اس کھانے کے لئے اشیاء فراہم کیں۔ وہ بھی اس خیرات کے ثواب کا حقدار ہو گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ اکبر! ایک نیک کام میں اللہ تعالیٰ کی کس قدر رحمت اور برکت ہوتی ہے کہ کرتا ایک ہے اور ثواب کئی لوگ پاتے ہیں۔

ے نیکی کے سلسلے کو دیکھو تو غور کر کے
کرتا ہے ایک نیکی پائیں ثواب لاکھوں

***

﴿ ۱۰ ﴾

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق

حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ اِذَا لَقِيتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَاِذَا دَعَاكَ فَاَجِبْهُ وَاِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ وَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ وَ اِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ وَاِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ[1]

ترجمہ ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں (۱) جب اسے ملے السلام علیکم کہے (۲) جب وہ دعوت کرے

(۱) مسلم، السلام، باب من حق المسلم للمسلم رد السلام ح ۲۱۶۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے قبول کرے (۳) جب وہ خیر خواہی چاہے (کوئی مشورہ طلب کرے) تو اس کی خیر خواہی کی جائے یعنی اچھا مشورہ دیا جائے (۴) جب وہ چھینکے اور اَلْحَمْدُلِلّٰہ کہے تو جواب میں یَرْحَمُكَ اللّٰہ کہے (۵) اور جب وہ بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کرے (۶) جب فوت ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھے"۔

تشریح اسلام کی عالمگیر برادری اور عالمگیر اخوت و مساوات کا تقاضا ہے کہ مسلمان آپس میں ایسے تعلقات قائم کریں کہ ان میں محبت و الفت کے شگوفے کھلیں اور عداوت ' نفرت کی جڑیں کٹ جائیں' اس حدیث میں جن چھ چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے بظاہر وہ بہت معمولی معلوم ہوتی ہیں لیکن غور سے دیکھا جائے تو ان معمولی باتوں میں بہت سے غیر معمولی اور اہم راز مضمر ہیں اور یہ باتیں برادرانہ تعلق کو بڑھانے' برابری و مساوات کو قائم رکھنے' محبت و الفت کا جذبہ پیدا کرنے میں مثال نہیں رکھتیں مثلاً:

پہلی بات کہ جب کسی سے ملو تو "السلام علیکم" کہو۔ یہ سلام کہنا مسلمان ہونے کی علامت ہے اور اس میں ایسی کشش ہے کہ اس چھوٹے سے جملہ سے دریائے محبت موجزن ہونے لگتا ہے۔ یہ ایک دعائیہ فقرہ ہے جس کا مطلب یہ ہے اللہ تجھے سلامت رکھے۔ یہ حکم ہے آگے سے وہ بھی جواباً اسکی سلامتی مانگے حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ گفتگو سے پہلے ایک دوسرے کو دعا دیا کرو یہ موجب خیر و برکت ہے اس میں پہل کرنے والا غرور و تکبر سے بری ہو جاتا ہے۔ (دیکھئے حدیث نمبرا' ۲)

دوسری بات یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان تمہیں دعوت پر بلائے تو اس کی دعوت قبول کرو' یہ تسخیر قلب کا بہترین نسخہ ہے۔ پھر ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے فرمایا

مَنْ دَعَاكُمْ فَاَجِیْبُوْا (ابو داؤد' الادب' باب فی الرجل یستعید من الرجل ح ۵۱۰۹) "جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص تمہیں دعوت پر بلائے تو اسے قبول کرو" چاہے اس سے مخالفت ہو' شکر رنجی ہو عداوت ہو' جب دعوت پر جاؤ گے تو غصہ ٹل جائے گا ناراضگی جاتی رہے گی اور پھر شیرو شکر ہو جاؤ گے۔ حضور ﷺ نے تعلقات کو قطع کرنے اور نفاق ڈالنے والے کو جہنم سے ڈرایا ہے اسلامی برادری سے خارج قرار دیا ہے۔ (بخاری' الادب' باب اثم القاطع ح ۵۹۸۴۔ مسلم' البر والصلۃ' باب صلۃ الرحم و تحریم قطیعتھا ح ۲۵۵۶)

دعوتیں اور ضیافتیں چونکہ بھائیوں کو باہم قریب کرتی ہیں اس لیے باعث رحمت ہیں' بشرطیکہ وہ خلوص و محبت اور سادگی پر مبنی ہوں رسمی و رواجی قسم کی نہ ہوں۔

تیسری بات کوئی بھائی خیر خواہی طلب کرے تو اس کی خیر خواہی کرنی چاہیے۔ یعنی جو آپ کو صلاح کار سمجھ کر آپ سے صلاح مشورہ طلب کرے اسے مفید مشورہ دو۔ اچھی نصیحت کرو اور خیر خواہی سے پیش آؤ اس طرح تعلقات اور بھی مضبوط ہوتے ہیں۔ دلوں کو گرویدہ بنانے کی یہ ایک کارگر تدبیر ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا (بخاری' المظالم' باب انصر اخاک ظالما او مظلوما ح ۲۴۴۳)

"اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم"۔

نیز فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ اَخُوالْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُهٗ وَلَا یُسْلِمُهٗ (بخاری' المظالم' باب لا یظلم المسلم المسلم ح ۲۴۴۲۔ مسلم' البر والصلۃ' باب تحریم الظلم المسلم الخ ح ۲۵۶۴)

"ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر خود ظلم کرتا ہے نہ اسے ظالم کے پنجے میں دیتا ہے"۔

نیز فرمایا:

مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ (بخاری' المظالم' باب لا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یظلم المسلم المسلم ح ۲۴۴۲۔ مسلم' البر و الصلة' باب تحریم ظلم المسلم الخ ح ۲۵۶۴

"جو کوئی مسلمان بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرتا ہے"۔

ان ارشادات نبوی سے ثابت ہوا کہ مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائی کی مدد کرے اس کا خیر خواہ بنے اور مشکل مصیبت میں اس کے کام آئے۔

چوتھی بات' جو شخص چھینک مار کر "اَلْحَمْدُلِلّٰہِ" کہے۔ سننے والے کا فرض ہے کہ وہ "یَرْحَمُكَ اللّٰہُ" کہہ کر اسے دعا دے' جب کسی کے حق میں رحمت کی دعا مانگی جائے تو محبت بڑھے گی اور نفرت ناکام ہو کر بھاگ جائے گی۔

پانچویں بات مریض کی عیادت کرنا ہے نبی ﷺ نے اس کی بہت تاکید فرمائی ہے کہ جب کوئی بیمار پڑے تو بیمار پرسی کے لیے جاؤ اس سے بغض و کینہ دور ہوتا ہے' الفت ترقی کرتی اور تعلقات استحکام پکڑتے ہیں۔

چھٹی بات جنازہ کے ساتھ جانا اور نماز جنازہ پڑھنا ہے۔ میت دوست کی ہو یا دشمن کی اس کے لیے دعائے مغفرت کرنی چاہیے۔ اور اس وقت نماز جنازہ سے بہتر دعائے مغفرت کی کون سی صورت ہو سکتی ہے؟ یہ کام ہے تو مشکل' لیکن عظمت اسی میں ہے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے دشمنوں' منافقوں تک کا جنازہ پڑھا ہے۔ ہاں' مرنے والا مشرک' مرتد' بد عقیدہ یا بے نماز نہ ہو۔

اگر مسلمان ان چھ باتوں کو ذہن نشین کر لیں اور ان پر عمل پیرا ہوں تو عداوت و نفرت کبھی پیدا نہ ہو سکے گی۔ اس کے برعکس محبت پروان چڑھے گی اور کشت دل میں پیار کے پھول کھلیں گے۔

***

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

111

شرک بڑا ظلم ہے

قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِہٖ یَا بُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ[1]

ترجمہ: "آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا کہ اے فرزند اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرا کیونکہ شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے"۔

تشریح رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد مبارک سے یہ معلوم ہوا کہ جس قدر مامور من اللہ دنیا میں تشریف لائے وہ سب اللہ تعالیٰ کی توحید کے احیاء و بقاء کے لیے مامور ہوئے ان سب نے لوگوں کو شرک و ضلالت سے روکا' کفرو جہالت سے منع کیا اور ایک اللہ کی بندگی کرنے کی ہدایت کی۔

قرآن کریم میں حضرت لقمان علیہ السلام کے نام سے سورت موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی مامور من اللہ ہادی اور ریفارمر تھے۔ اور توحید کی تعلیم دینے کے لیے آئے تھے دنیا میں کوئی ملک اور کوئی قوم ایسی نہیں جس میں ہادی اور نذیر

---

(1) بخاری' استتابة المرتدین' باب ماجاء فی المتاولین ح ۶۹۳۷۔ مسلم' الایمان' باب صدق الایمان و اخلاصه ح ۱۲۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مامور نہ ہوئے ہوں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ سورة الفاطر ٢٤

"کوئی امت ایسی نہیں چھوڑی گئی جس میں کوئی نہ کوئی اللہ سے ڈرانے والا نہیں بھیجا"۔

پھر فرمایا:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ سورة الروم ٤٧

"یارسول اللہ! آپ سے پہلے ہم نے ان کی قوموں کے پاس بہت سے رسول مبعوث کیے ہیں"۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوا:

اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ سورة الرعد ٧

"اے اللہ کے نبی! آپ صرف لوگوں کو ڈرانے آئے ہیں اور ہر قوم میں ہدایت دینے والے آتے رہے ہیں"۔

یہ ہادی' یہ رسول' یہ پیغمبر' یہ ریفارمر کیا لے کر آئے اور کیوں مبعوث ہوئے؟ صرف اس لیے کہ گمراہ اور مشرک مخلوق سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت منوائیں اس کی توحید کا جھنڈا بلند کریں' اس کے دین کا نام اچھالیں اور مخلوق کی راہنمائی کرکے اس کو عذاب آخرت سے بچائیں۔ چنانچہ لقمان علیہ السلام نے بھی اہل شرک و ضلالت کو توحید کا پیغام دیا' ان کو صراط مستقیم پر چلانے کی کوشش فرمائی یہاں تک کہ اپنے فرزند دلبند کو بھی توحید کا سبق دیا اور فرمایا کہ بیٹا! کسی حالت میں شرک کے قریب نہ پھٹکنا اور یاد رکھنا کہ شرک ایک بہت بڑا ظلم ہے۔

اسی طرح یونان میں پہلا موحد اور اللہ پرست انسان حکیم سقراط گذرا ہے جس کو توحید کا جھنڈا گاڑنے' وحدانیت کی تعلیم دینے' ایک اللہ کی پوجا کرنے اور بے جان مورتیوں کی مذمت کرنے کے "جرم" میں جیل میں ڈال دیا گیا اور زہر دے کر ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے متعلق یہ ایمان افروز واقعہ مشہور ہے کہ ایک دفعہ وہ گذرہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لپیٹے سڑک پر بیٹھا ہوا تھا کہ بادشاہ کی سواری قریب سے گزری' سقراط علم و فضل کی وجہ سے چونکہ سارے ملک میں مشہور ہو چکا تھا۔ اس لئے بادشاہ نے اسے دیکھا تو گاڑی سے اتر کر اس کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت! کوئی خدمت ہو تو ارشاد فرمایئے تاکہ بجالا کر سعادت حاصل کروں' سقراط نے کہا میرے جسم پر مکھیاں بہت بیٹھتی ہیں انہیں حکم دیجئے کہ میری قریب نہ آئیں' بادشاہ نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ مکھیوں پر تو میرا کوئی بس نہیں چلتا۔

سقراط حکیم نے فرمایا۔ اے بادشاہ! جب مکھی جیسی حقیر چیز تیرے تابع فرمان نہیں تو پھر تو کس پر حکمرانی کر سکتا ہے؟ پرے ہٹ! اپنا راستہ ناپ' میں اس ذات واحد سے کیوں نہ مانگوں جو ہر شے پر قادر اور سب کچھ عطا کرنے والا ہے۔

خلاصہ مطلب یہ کہ توحید کا عقیدہ انسانی فطرت اور اس کے عقل و شعور کے عین مطابق ہے۔ ہر انسان کو قدرتاً توحید پرست ہونا چاہیے۔ کیونکہ ایک اللہ نے اسے پیدا کیا۔ ایک اللہ نے اسے رزق بہم پہنچایا۔ ایک اللہ نے اسے پروان چڑھایا۔ اور ایک اللہ نے اس کے لیے زمین اور اس کی ہر چیز کو مسخر بنایا۔ اور ایک اللہ نے اس پر احسانات کی بارش کی۔ اسی لیے ارشاد ہوا ہے کہ دنیا میں جو بچہ کسی انسان کے گھر پیدا ہوتا ہے وہ دین فطرت یعنی اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ اور بعد میں والدین یا دوسروں کو دیکھ کر کوئی اور مذہب اختیار کرتا ہے۔ (بخاری' الجنائز' باب اذا اسلم الصبی فمات هل یصلی علیه؟' ح ۱۳۵۸' مسلم' القدر' باب معنی کل مولود یولد علی الفطرة' ح ۲۶۵۸) اسلام نے ہی خالص توحید کی تعلیم دی ہے' دوسرے مذاہب میں توحید نہیں ہے اگر تھوڑی بہت ہے بھی' تو وہ ادھوری سی ہے جو شرک میں دب کر رہ گئی ہے۔ پس ہر انسان کو خصوصاً ہر مسلمان کو توحید کا علمبردار ہونا چاہیے' شرک کے قریب نہ پھٹکنا چاہیے کیونکہ شرک کئی قسم کے مظالم کا مجموعہ ہے اور اسی لیے اس کو ظلم عظیم کہا گیا ہے۔ مسلمان کلمہ توحید پڑھنے والے پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے اور یہی آرزو رکھے کہ اسکا خاتمہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توحید پر ہو۔ وباللہ التوفیق

***

۱۱۴

کسی پر لعنت بھیجنا

عَنْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ لَا تَلَا عَنُوْا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا بِغَضَبِ اللّٰهِ وَلَا بِالنَّارِ[1]

ترجمہ ”حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپس میں یوں نہ کہا کرو تجھ پر اللہ کی لعنت یا اللہ کا غضب ہو اور یوں بھی نہ کہا کرو کہ تو جہنمی اور دوزخی ہے“۔

تشریح اسلام چونکہ اعلیٰ ترین و بہترین اخلاق کا معلم و سرمایہ دار ہے اور وہ نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ دنیا کے تمام انسانوں کو خلق و آداب سکھاتا ہے اس لیے وہ فحش گوئی، سب و شتم، گالی گلوچ، لعنت ملامت اور بد زبانی کو سخت ناپسند

---

(۱) ابوداؤد، الادب، باب فی اللعن ح ۴۹۰۶۔ ترمذی، البر والصلة، باب ماجاء فی اللعنة ح ۱۹۷۶۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے۔ اور فحش گو اور شاتم کو بہت برا جانتا ہے۔ اسلام نے بد گو اور بد زبان کو فاسق و فاجر ہی نہیں کہا' اس کو منافق بھی گردانا ہے۔ اور گالی بکنا منافقت کی چار علامتوں میں سے ایک علامت قرار دی ہے۔ (بخاری' الایمان: باب علامات المنافق' ح ۳۴' مسلم' الایمان: باب خصال المنافق' ۵۸)

شریعت حقہ میں صفائی باطن کی پہلی منزل زبان ہے۔ جب تک یہ انسان کے قبضہ و اختیار میں نہ ہو قلب ودماغ کا تصفیہ نہیں ہو سکتا۔ زبان ہی کی درستی و صفائی دل میں جلوہ اور باطن میں نور پیدا کرتی ہے اور اسی سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے چنانچہ عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا (ترمذی' البر والصلۃ' باب ماجاء فی اللعن والطعن ح ۲۰۱۹)

"لعنت کرنے والا شخص مومن نہیں ہو سکتا"۔

اس سے معلوم ہوا کہ حصول ایمان کامل کے لیے منجملہ دیگر شرائط و ضوابط کے ایک شرط اور ضابطہ یہ بھی ہے کہ زبان کو غلاظت و نجاست (فحاشی و بدگوئی) سے پاک صاف رکھا جائے۔ اس کو گالی گلوچ کا عادی نہ بنایا جائے۔ ورنہ ایمان کو نقصان ہوگا دین غیر مکمل رہے گا' عبادت قبول نہ ہوگی' فسق و فجور گھیر لیں گے' منافقت فروغ پائے گی اور ضلالت بڑھے گی۔

یہ تو عام اخلاقی بات تھی ایک اور حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی زیادہ وضاحت فرمادی ہے چنانچہ ارشاد ہوا کہ:

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ (بخاری' الایمان' باب خوف المومن من ان یحبط عمله ح ۴۸۔ مسلم' الایمان' باب بیان قول النبی صلی اللہ علیه و سلم سباب المسلم فسوق و قتاله کفر ح ۶۴)

"مسلمان کو گالی دینا فسق ہے"۔

اس سے واضح ہوگیا کہ دوسروں پر سب و شتم اور لعنت ملامت کرنا تو دیوثی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بداخلاقی میں داخل ہے' لیکن اگر ایک دوسرے کو گالیاں دیں تو آدمی فسق و فجور کا مرتکب ہوتا ہے اور دین ایمان کے زوال و ضیاع کا خطرہ اور بھی بڑھ جاتا ہے۔

دور حاضر کے مسلمانوں کا معاشرہ کچھ ایسا گندہ اور خراب ہو چکا ہے کہ وہ اسلامی تعلیم و اخلاق کو یکسر فراموش کر بیٹھے ہیں۔ وہ آداب معاشرت کو بھول چکے ہیں۔ انہیں اتنا بھی یاد نہیں کہ دین مقدس نے ان کی ہر چھوٹی سے چھوٹی بات' ہر ادنیٰ سے ادنیٰ معاملے کے لیے ایک قانون بنایا ہے اور اخلاق و آداب کا وہ درس دیا ہے کہ اس کے ذریعے قعر مذلت میں گرے ہوئے لوگوں میں انسان کے خصائل پیدا ہو سکتے ہیں اور وحشی لوگ خلق وادب کا نمونہ بن سکتے ہیں۔

تعلیم اسلام سے بے ذوقی و بے رغبتی کا نتیجہ کیا ہے؟ یہی جو آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ مسلمانوں کی زبان گندی ہوگئی ہے' وہ بے حیا اور فحش گو بن گئے ہیں۔ بات بات پر گالیاں بکتے ہیں' گندگی اچھالتے ہیں' لعنت ملامت کرتے ہیں' طعن و تشنیع سے نہیں رکتے۔ گالی ان کا تکیہ کلام اور بد زبانی انداز گفتگو بن گئی ہے۔ کسی زمانے میں بد زبانی' دشنام طرازی' غنڈہ پن' بدمعاشی اور بے غیرتی کی ایک علامت سمجھی جاتی تھی اور مسلمان اس سے بیزاری و نفرت کا اظہار کرتے تھے۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ آج اسلامی تعلیم اخلاق پانے والا اور اسلامی درس و آداب سکھانے والا مسلمان خود اس قدر بد اخلاق اور شوریدہ سر بن چکا ہے کہ غنڈہ گردی اس سے پناہ مانگتی ہے۔ وہ غیروں پر نہیں اپنے ہی بھائیوں پر زبان کھولتا ہے اور وہ وہ بے نقط سناتا ہے کہ شیطان بھی کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں۔

برادران ملت! حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے مذکورہ ارشاد کو سامنے رکھیے اور اپنی زبان کو اول فول بولنے سے روکیے' بدگوئی سے باز رہیے' آپس میں لعن طعن نہ کیجئے' کسی کو جہنمی' مغضوب اور لعنتی نہ کہیے۔ اور خلق و محبت کا ایسا نمونہ بن جایئے کہ یار و اغیار' اپنے بیگانے سب آپ کو گلے لگائیں' آپ کا احترام کریں اور آپ کو ملک و قوم کے لیے ذریعہ وقار و افتخار سمجھیں۔ بس اپنے آپ کو تھوڑا سمجھالیں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان کو قابو میں رکھیں۔

* * *

۱۱۳

کھانے کی قدر کیجئے

اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا[1]

ترجمہ ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی کھانا کھا چکے تو ہاتھ کسی چیز سے نہ پونچھے' جب تک انہیں خود نہ چاٹ لے یا کسی (بچے) کو نہ چٹا لے''۔

تشریح یہ حدیث حقیقت میں آداب طعام سے متعلق ہے آپ بتانا چاہتے تھے کہ ایک مسلمان کو کھانا کیونکر کھانا چاہیے' کھانا کھانے کے لیے کس طرح بیٹھنا چاہیے' بعض لوگ کھانا بھی تکبر سے کھایا کرتے تھے' بعض تکیہ لگا کر اور اکڑ کر

---

(۱) بخاری' الاطعمۃ' باب لعق الاصابع و مصھا قبل ان تمسح بالمندیل ح ۵۴۵۶۔ مسلم' الاطعمۃ' باب استحباب لعق الاصابع والقصعۃ ح ۲۰۳۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھانا کھاتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تکیہ لگا کر مت کھاؤ' مسکینوں کی طرح کھاؤ۔ بیٹھک ایسی بیٹھو جو مسکینوں کی سی ہو' مغروروں اور متکبروں کی سی نہ ہو۔ (مجمع الزوائد ۱۷۹/۲' ۲۴/۵ بحوالہ طبرانی فی الاوسط ۵۱/۱ ح ۴۳) نیز وہ لوگ اگر کوئی لقمہ گر جاتا تو اسے نہ اٹھاتے' دسترخوان سے ریزے اٹھا کر کھانا بھی خلاف تہذیب اور خلاف شان سمجھتے۔ انگلی چاٹنا بھی توہین تصور کرتے' حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ ہونا چاہیے' اگر کوئی لقمہ گر پڑے تو اسے دسترخوان سے اٹھا کر کھالو' کچھ عجب نہیں برکت اسی میں ہو۔ (مسلم' الاطعمة' باب استحباب لعق الاصابع والقصعة ح ۲۰۳۳) نیز دسترخوان سے ریزے اٹھا کر کھالینا جائز ہے' اس سے تکبر ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح کھانے کے بعد اپنی انگلیاں چاٹ لینا یا کسی بچے کو چٹا دینا اولیٰ اور افضل ہے یہ بات بظاہر معیوب ہے مگر رزق الٰہی کی قدر کی علامت ہے۔ جس نے کھانا پکایا اس کی دلجوئی و دلبستگی کا باعث ہے۔ کفایت شعاری کی تربیت ہے۔ اور ہاتھوں کی بروقت صفائی کا سبب ہے۔ اس کے بعد ہاتھ دھو لیجئے یا رومال سے پونچھ لیجئے' مگر انگلی چاٹنے میں توہین تصور نہ کیجئے' اس میں مسکنت ہے اور اللہ مسکنت کو پسند کرتا ہے۔

علمائے کرام نے لکھا ہے کہ کھانا کھانے کے باب میں مندرجہ ذیل امور کا پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے:

(۱) پتہ کرنا کہ کھانا حلال ہے یا حرام۔

(۲) بسم اللہ پڑھ کر کھانا۔

(۳) ہاتھ دھو کر کھانا۔

(۴) دایاں زانو اٹھا کر بائیں پر بیٹھنا یا اس کے برعکس یا دو زانو ٹیک لینا یا پاؤں کے بل بیٹھنا۔

(۵) اپنے آگے سے لقمہ اٹھانا۔

(۶) لقمے چھوٹے چھوٹے لینا اور خوب چبا چبا کر کھانا۔

(۷) کسی کو کھاتے ہوئے نہ دیکھنا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸) نہ کھانے کو سونگھنا' نہ برا کہنا۔

(۹) جو کچھ اللہ نے دیا ہو اس پر راضی رہنا۔

(۱۰) اپنے آگے سے برتن صاف رکھنا یعنی برتن اس حالت میں نہ چھوڑنا کہ کسی کو دیکھ کر نفرت ہو۔ (اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ برتن یوں صاف کر دیا جائے کہ کوئی کھانا پیچھے نہ رہے۔ بے شک برتن صاف کرنا اولیٰ و افضل ہے۔ لیکن اگر آدمی کی طلب پوری ہو چکی ہو۔ اور مزید کھانے کو جی نہ مان رہا ہو یا زیادہ کھانے سے کسی مرض یا تکلیف بڑھنے کا اندیشہ ہو تو کھانا باقی چھوڑا بھی جا سکتا ہے۔ یہ کوئی حرام یا ممنوع نہیں ہے۔ (فاروقی)

(۱۱) دسترخوان سے ریزے اٹھانا اور انگلیاں چاٹ لینا۔

(۱۲) خاتمہ پر یہ دعا پڑھنا اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (ابو داؤد' الاطعمة' باب ما یقول الرجل اذا طعم ح ۳۸۵۰۔ ترمذی' الدعوات' باب ما یقول اذا فرغ من الطعام ح ۳۴۵۷)

* * *

(۱۱۴)

بھول چوک کی معافی ہے

اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِیْ عَنْ اُمَّتِیَ الْخَطَاءَ وَالنِّسْیَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَیْهِ (۱)

(۱) (ابن ماجہ' الطلاق' باب طلاق المکرہ والناسی ح ۲۰۴۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کی بھول چوک اور مجبوری محض سے درگذر کی ہے''۔

تشریح مطلب یہ کہ اگر دینی معاملہ میں میری امت سے کوئی بھول چوک ہوجائے اس پر گرفت نہیں ہوگی' مثلاً کسی کام میں اتنے مصروف ہوئے کہ نماز بھول گئی اور وقت گذر جانے کے بعد یاد آئی تو اس پر سزا نہیں ہوگی' بس جونہی یاد آئے پڑھ لے نماز ہوجائے گی' روزہ رکھا تھا' بھول کر کچھ کھا پی لیا اور بعد میں یاد آیا کہ روزہ رکھا تھا نہ اس پر کفارہ ہوگا نہ سزا ملے گی' نہ روزہ ٹوٹا۔ اسے پورا کرلے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ اسی طرح کسی سے وعدہ کیا تھا کہ تمہارا فلاں کام کردوں گا یا کرادوں گا مگر بھول گیا۔ کسی کی امانت رکھی تھی اور ادا نہ کرسکا کہ یاد نہ رہا۔ کسی کا کوئی پیغام دوسرے آدمی کو پہنچانا بھول گیا۔ بے شک اسلام میں بھول چوک معاف ہے مگر شرط یہ ہے کہ یاد آنے کے بعد وہ کام پورا کرلیا جائے۔ اسی طرح کسی مجبوری پر بھی گرفت نہیں ہوگی' آپ سو گئے نماز کا وقت نکل گیا بعد میں جاگے دیکھا دیر ہوگئی ہے اب مزید دیر نہ کیجئے بس نماز پڑھ لیجئے۔ آپ مجبور تھے آپ کو گرفت نہیں ہوگی۔ مثال کے طور پر آپ بیمار ہیں کھڑے ہوکر نماز نہیں پڑھ سکتے بیٹھ کر پڑھ لیجئے اگر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے تو لیٹ کر پڑھ لیجئے' اشارہ سے پڑھ لیجئے اللہ تعالیٰ آپ کی مجبوری سے آگاہ ہے آپ کو معاف کردے گا۔ اسی طرح کے دیگر کام ہیں۔ لیکن یاد رکھئے وعدہ جب یاد آئے تو اسے فوراً پورا کردیجئے۔ امانت جونہی یاد آئے بلا تاخیر ادا کردیجئے۔ اسی طرح کسی کا دیا ہوا پیغام پہنچانے میں مزید سستی نہ کیجئے۔ اگر ان کاموں میں اب دیر کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔ جو لیٹ (تاخیر) ہو جائے وہ نکالنی چاہیے نہ کہ اور کردی جائے۔ اس طرح معافی کی صورت نکل آئے گی۔ ورنہ دیر پر دیر' سستی پر سستی کرنے سے زیادہ گناہ ہوگا۔ ہوسکتا وہ گناہ عام گناہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے زیادہ ہو جائے۔

یہ اسلام میں آسانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَالثَّنَاء کو عطا فرمائی ہیں۔ اگر امت اب بھی شکر گزار نہ ہو تو خدا معلوم پھر کس سزا کی مستوجب ہو گی۔

***

۱۱۵

دنیا سے زیادہ دل نہ لگاؤ

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ وَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَ خُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَ مِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ[1]

ترجمہ ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے شانہ پر ہاتھ رکھا اور مجھے خطاب کرتے ہوئے فرمایا' دنیا میں یوں زندگی بسر کر جیسے کوئی اجنبی یا مسافر

---

(۱) (بخاری' الرقاق' باب قول النبی صلی اللہ علیہ و سلم کن فی الدنیا الخ ح ۶۴۱۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزارتا ہے۔اس کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ جب شام ہوتو صبح کا انتظار نہ کر' اور صبح ہو تو شام کا منتظر نہ رہ' تندرستی میں اپنی بیماری کے دنوں کے لیے کچھ سامان کرلے اور زندگی میں اپنی موت کے لیے کچھ مہیا کرلے''۔

تشریح اس حدیث میں جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے وہ کیفیت اور نقشہ بھی ذکر کیا ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ حکم دیا اس سے بھی ایک فائدہ مرتب ہوتا ہے وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بے تکلف زندگی بسرکرتے جب کسی سے پیار کرنا ہوتا تو اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیتے' اسے پکڑ لیتے' کبھی پیچھے سے آتے تو اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر پوچھتے' بتاؤ کون ہے؟ مقصد یہ تھا کہ وہ آپ سے مرعوب ہوکر نہ رہیں بلکہ کھلے ملے رہیں کیونکہ اسی میں شان رسالت ہے اور اسی میں شان امارت ہے' آج کل کے جھوٹے پیروں اور حاکموں کی طرح مصنوعی شان امارت اور مصنوعی رعب نہ جمائیں کہ اس سے دلوں پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔

پھر مسئلہ کی وضاحت فرمائی کہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس کو دل میں جگہ نہ دینا' اس سے محبت نہ لگانا کہ یہ اللہ کی یاد سے غافل کرتی ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ مگر ایسے ہی جیسے کوئی مسافر دوران سفر میں ساز وسامان سے فائدہ اٹھاتا ہے اسے یقین ہوتا ہے کہ میں یہاں نہیں رہوں گا مجھے آگے جانا ہے اس لیے وہ ضرورت کی چیزیں تو فراہم کرلیتا ہے مگر ان سے لو نہیں لگاتا۔ ان میں پھنس کر نہیں رہ جاتا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنی اصلاح کے بعد دوسروں کو وعظ کرتے ہیں اور سمجھاتے ہیں کہ یہاں سے چلنے کی تیاری میں رہو تمہیں کیا خبر کہ کب بلاوا آجائے؟ اور صبح چلنا ہے یا شام؟ پس اگر یہ احساس ہوجائے کہ ہم غریب الوطن اور مسافر ہیں اور ہمارا اصل مقام یہاں نہیں جہاں ڈیرے لگائے بیٹھے ہیں تو بس پھر خود بخود اعمال کی فکر پیدا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے گی اور یہی فکر پیدا کرنا ہی انبیاء علیہم السلام کا اصلی مقصد رہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے اس وعظ کا ماخذ بھی ایک حدیث ہی ہے' جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' پانچ چیزوں سے پہلے پانچ چیزوں کو غنیمت جانو (۱) بڑھاپے سے پہلے جوانی کو (۲) بیماری آنے سے پہلے تندرستی کو (۳) تنگدستی سے پہلے غنا کو (۴) مصروفیت سے پہلے فراغت کو (۵) مرنے سے پہلے زندگی کو۔ (مستدرک حاکم ۴/ ۳۰۶ مصنف ابن ابی شیبۃ ۱۳/ ۲۲۳)

دیکھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح کوزہ میں دریا بند کر دیا؟ اب ان جامع ارشاد پر عمل کرنا ہمارا کام ہے کہ ہم اس پر کتنی توجہ دیتے ہیں۔ آپ نے جس طرح ان باتوں کو ایک ساتھ بہ اہتمام بیان کیا اس سے معلوم ہوا یہ پانچوں باتیں بہت ضروری ہیں۔ ہمیں ان کی طرف خاص توجہ دینی چاہیے۔

***

﴿۱۱۶﴾

سیرت و کردار اچھا بناؤ

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ [۱]

ترجمہ "اللہ تعالیٰ بے حیائی اور گندی زبان کو پسند نہیں

(۱) (مسلم' السلام' باب النهي عن ابتداء اهل الكتاب بالسلام ح ۲۱۶۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا"۔

تشریح اس سے پیشتر ہم بتا چکے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اہل اسلام کو ہر قسم کی بداخلاقی' بد تہذیبی' بدگوئی اور بد زبانی سے سختی کے ساتھ منع فرمایا' چنانچہ ارشاد فرمایا:

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ (بخاری' الایمان' باب خوف المومن من ان یحبط عمله ح ۴۸۔ مسلم الایمان باب بیان قول النبی صلی اللہ علیه و سلم سباب المسلم فسوق و قتاله کفر ح ۶۴)

"کسی کو گالی دینا سخت گناہ ہے"۔

شرم وحیا کی تعریف میں فرمایا:

اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْاِیْمَانِ (بخاری' الایمان' باب امور الایمان ح ۹۔ مسلم' الایمان' باب شعب الایمان ح ۳۵)

"حیا تو ایمان ہی کا ایک حصہ یعنی ایک شاخ ہے"۔

اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّهُ (مسلم' الایمان' باب بیان عدد شعب الایمان ح ۳۷)

"حیا کسی قسم کی بھی ہو نیکی ہی نیکی ہے"۔

اَلْحَیَاءُ لَایَأْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ (بخاری' الادب' باب الحیاء ح ۶۱۱۷۔ مسلم حواله سابق)

"حیا نیکی اور خوبی کے سوا کچھ نہیں لاتی۔"

اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ (بخاری' الایمان' باب الحیاء من الایمان ح ۲۴۔ مسلم' حواله سابق ح ۳۶)

"حیا ایمان کا حصہ ہے۔"

نبی علیہ الصلوٰۃ السلام کے ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کا اسلام اور ایمان اسی صورت میں قائم وسلامت رہ سکتا ہے جبکہ اس میں شرم وحیا پورے طور پر موجود ہے۔ غور کیجئے جو دین' جو مذہب ہر حال میں حیادار بننے کی تعلیم دیتا ہو'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ بے حیائی' گندگی اور فحاشی کو کیونکر پسند کر سکتا ہے؟

بے حیائی جس میں ہو اور گندگی
نے قبول اس کی دعا نے بندگی
راندہ درگاہ حق ہے بے حیا
اور بعید از راہ حق ہے بے حیا
فحش کو داور نہیں کرتا پسند
وہ نہیں محبوب رب' ہو جس میں گند
بد زبانی بے حیائی سے بچو
بد کلامی ژاژ خائی سے بچو
ہے نبی ﷺ نے صاف ہی فرما دیا
خلق کو راز حیا بتلا دیا
شرم سے نیکی' حیا پاکیزگی
شرم والوں کی قبا پاکیزگی
فحش جائز اہل ایماں کو نہیں
زیب دیتا یہ مسلماں کو نہیں
مومن صادق کا زیور ہے حیا
مثل عثمان رضی اللہ عنہ اسکا جوہر ہے حیا

نبی کریم ﷺ نے بے حیا کے متعلق فرمایا : اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ (بخاری' احادیث الانبیاء' باب ۵۴' ح ۳۴۸۴)

''جب تجھے (اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق سے) شرم وحیا نہ رہی تو پھر جو تیرے جی میں آئے کر' اب تو پورا بے حیا بن چکا ہے (تجھے اس کی اکٹھی سزا ملے گی۔)''

یعنی جب انسان حد سے زیادہ بے حیا ہو جائے تو اسے ڈھیل دی جاتی ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس قدر بے حیائی کر سکے کر لے اس کو ایک ہی دن جکڑا اور پکڑا جائے گا' اور پھر اس کا چھٹکارا آسان نہ ہو گا۔

اسلام تو کہتا ہے کوئی گندی اور بری بات منہ سے نہ نکالو' ہمیشہ نیک اور پسندیدہ لفظ بولو۔ اس طرح ہر اچھی بات کو خیرات قرار دے دیا یہ ارشاد اور اس کی پوری تشریح پیچھے کر چکی ہے۔ البتہ موضوع کی مناسبت سے یہ ارشاد دوبارہ پیش کیا جاتا ہے۔ فرمایا:

اَلْکَلِمَةُ الطَّیِّبَةُ صَدَقَةٌ (بخاری' الجهاد' باب من اخذ بالرکاب و نحوه ح ۲۹۸۹۔ مسلم' الزکاة باب بیان ان اسم الصدقة یقع علی کل نوع من المعروف ح ۱۰۰۹)

"مسلمانوں کو اچھے عمل کرنے کی ہدایت فرمائی ہے' بدکرداری' بدگفتاری اور بداطواری سے روکا ہے اور تاکید کی ہے کہ کوئی ایسی بات نہ کہو یا کوئی ایسا کام نہ کرو جس میں بے حیائی پائی جائے اور جس سے فواحش کی آگ بھڑک اٹھے۔

بے حیائی کو روکنے کے لیے رسول امین ﷺ نے کئی قسم کی ہدایات نافذ کی ہیں مثلاً جب چلو تو نگاہیں نیچی رکھو' بازار میں جاؤ تو ادھر ادھر نہ جھانکو' راستے میں بکواس و خرافات کرتے اور اونچی اونچی بے ہودہ باتیں کرتے نہ گزرو' نامحرم عورتوں پر نگاہ نہ ڈالو' کسی کے گھر میں تانک جھانک نہ کرو' ننگے نہ رہو' ننگے نہ نہاؤ' عریانی اور برہنگی سے باز رہو' زنا' اغلام' عصمت دری' بے حرمتی کا خیال تک دل میں نہ لاؤ' لباس ایسا پہنو جس سے حیا ٹپکے' گفتگو ایسی ہو جو حیا کو ظاہر کرے' چال ایسی ہو جو شرم کی سرمایہ دار ہو' عادات ایسی ہوں جو حیا کی حامل ہوں' گویا حضور اکرم ﷺ نے ان دو ہی لفظوں میں غنڈہ پن اور بے حیائی کا استیصال فرما دیا۔ اور فرمایا کہ جو شخص بے حیا بد طینت اور غنڈہ ہے وہ اللہ کو پسند نہیں ہے۔

صد حیف! کہ آج مسلمان' مسلمان ہوتے ہوئے بے حیائی کا شکار ہیں' شیطان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لعین کی راہ پر چل رہے ہیں ہر طرف غنڈہ گردی بے حیائی' اور بے حجابی کا دور دورہ ہے۔ یہاں تک کہ حکومتیں ان کے لئے غنڈہ ایکٹ بنانے پر مجبور ہیں۔ اور اسی بے حیائی' تفحش اور غنڈہ پن کی بدولت وہ جیلوں کو بھر رہے ہیں۔ رذیل اور اسفل طبقے تو رہے ایک طرف شرفاء و امراء کے گھرانوں میں غنڈہ گردی اور بے حیائی پھیل چکی ہے۔ کوئی شریف آدمی اور شریف زادی باہر قدم رکھنے اور آزادی سے آنے جانے سے عاجز و قاصر ہے۔ دن دہاڑے شریفوں کی پگڑیاں اچھالی جاتی ہیں۔ انہیں بے عزت کیا جاتا ہے انہیں لوٹا اور مارا جاتا ہے۔ پردہ نشین شریف بیبیوں کی عصمت و آبرو خطرے میں ہے۔ ایک طرف تو یہ کچھ ہے' دوسری طرف مسلم خواتین بے حیائی کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔ قدم قدم پر عصمت فروشی کے اڈے' باغات' پارک' کلب' ہوٹل وغیرہ ہیں جو بے حیائی کے مرکز بنے ہوئے ہیں نہ اللہ سے شرم ہے نہ اللہ کی مخلوق سے۔"

دعا کرنی چاہیے اور دوا بھی کہ اللہ تعالیٰ ان بد اندیش مرد و خواتین کو راہ راست پر لائے اور انہیں باحیا اور نیک بنائے۔ تاکہ ملک و قوم کا نام روشن ہو۔ (آمین)

***

۱۱۷

نافرمان امتی کون؟

كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى قَالُوْا يَا رَسُوْلَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ وَ مَنْ يَأْبٰى قَالَ مَنْ اَطَاعَنِىْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَ مَنْ عَصَانِىْ فَقَدْ اَبٰى"[1]

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری تمام امت جنت میں جائے گی، مگر جس نے انکار کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ وہ کون ہے جو آپ کا انکار کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے مجھے نہ مانا اور میرا انکار کیا"۔

تشریح: اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی تعریف کی ہے، اور فضیلت بیان کی ہے اور بتایا ہے کہ امت میں کون لوگ داخل ہیں۔ وہ اور صرف وہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اطاعت گزار اور فرمانبردار ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم پر سر اطاعت خم کر دیتے ہیں، اور بلا حیل و حجت اسے مان لیتے ہیں یہاں آپ نے یہ نہیں کہا کہ میری امت میں وہ لوگ شامل ہیں جو میرا کلمہ پڑھتے ہیں یا مجھے نبی برحق مانتے ہیں بلکہ فرمایا تو یہ فرمایا "مَنْ اَطَاعَنِىْ" جو میری اطاعت کرتے ہیں۔ اور اطاعت بھی دو چار امر میں نہیں، دس بیس میں نہیں بلکہ ہر مسئلہ میں ہر معاملہ میں زندگی کے ہر شعبے میں میری ہی بات مانتے ہیں۔ کھانے پینے میں، چلنے پھرنے میں، اٹھنے بیٹھنے میں میری ہی اطاعت کرتے ہیں۔ میں کہہ دوں کہ فلاں چیز مت کھاؤ وہ حرام ہے تو رک جاتے ہیں اور اسے چھوڑ دیتے ہیں، اگر میں کہہ دوں کہ شراب نہ پیو، افیون نہ کھاؤ،

(۱) بخاری، الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ح ۷۲۸۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سود کے قریب نہ جاؤ، رشوت نہ لو، جوا نہ کھیلو تو وہ مان جاتے ہیں اور یہ سب برے کام فوراً ترک کر دیتے ہیں، پس ایسے مطیع و منقاد ہی میری امت میں شامل ہیں جو جنت میں جائیں گے۔ لیکن اگر دعویٰ تو یہ کریں کہ ہم مسلمان ہیں، مومن ہیں حضور ﷺ کے امتی ہیں مگر میری اطاعت نہ کریں اور میری بات نہ مانیں بلکہ اپنی من مانی کریں اور میرا حکم ماننے سے انکار کریں حیلوں بہانوں سے کام لیں، نہ سود چھوڑیں، نہ رشوت، نہ جھوٹ چھوڑیں نہ غیبت، نہ بدکاری ترک کریں، نہ شراب، اور پھر دعویٰ کریں کہ ہم مسلمان ہیں حضور ﷺ کے فرمانبردار ہیں آپ ﷺ کی امت میں شامل ہیں، تو یہ غلط اور محض غلط ہے، میری امت میں تو وہی شمار ہو سکتا ہے مَنْ اَطَاعَنِیْ جو میری اطاعت اور فرمانبرداری کرے۔ اور اطاعت صرف نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہی میں نہیں۔ بلکہ تجارت، سیاست، تمدن، تہذیب، کلچر، ثقافت، غرض ہر بات میں میری ہی اطاعت کرے۔ یہ نہ ہو کہ غلام تو کہلائے میرا اور حکم مانے کسی اور کا، تقلید کرے یورپ کی، تہذیب لے برطانیہ کی، فیشن سیکھے مغرب کے، پس جو شخص میرا امتی ہو کر میرا حکم نہ مانے، میری سنت اختیار نہ کرے، میرے حلقہ اطاعت میں نہ آئے وہ میرا نہیں ہے۔ یعنی میری امت میں سے نہیں ہے۔ مجھے اس سے نفرت ہے جو میری سنت سے نفرت کرے۔ میں بھی اس سے نفرت کروں گا۔ اور اس سے بیزاری کا اظہار کروں گا اور اپنے قریب بھی نہ پھٹکنے دوں گا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہر مسلمان کو آپ ﷺ کا صحیح پیروکار بننے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

بس وقت ہے کہ ہم سوچیں اور غور کریں کہ ہم کہاں تک حضور ﷺ کی اطاعت کر رہے ہیں؟ اگر کوئی شخص زبان سے آپ ﷺ کا فرمانبردار بنتا ہے مگر دل سے فرمانبردار نہیں بنتا، تو وہ آپ ﷺ کا فرمانبردار نہیں ہے، بلکہ نافرمان ہے۔ کیونکہ وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ قاعدہ ہے اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعٌ (محب اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے) دیکھو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے زبان سے آپ ﷺ کی محبت کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعویٰ کیا۔ چنانچہ وہ سب ہر بات میں آپ ﷺ کے مطیع و فرمانبردار تھے۔ وہ بول میں تول میں' اٹھنے میں بیٹھنے میں' چلنے میں پھرنے میں' آنے میں جانے میں' لباس میں حجامت میں' شادی میں' غمی میں' عقیدہ میں عمل میں' لین میں دین میں' تجارت میں زراعت میں' معاشیات میں' سیاسیات میں' غرض ہر باب میں اور ہر بات میں دل و جان سے آپ ﷺ کے جانثار و تابع فرمان تھے۔

انکار کا معنی یہ نہیں کہ ہم ہندوؤں' سکھوں' یہودیوں' عیسائیوں کی طرح حضور ﷺ کی نبوت سے انکار کریں تو منکر ہوں گے' نہیں نہیں بلکہ حضور ﷺ کا حکم سن کر اسے قبول نہ کرنا' یہ بھی ایک گونہ انکار ہی ہے کیونکہ اطاعت کے مقابلہ میں عصی اور ابیٰ کے الفاظ لائے گئے ہیں رسول ﷺ کے لائے ہوئے دین کو ماننا ایمان ہے اور آپ کی اطاعت کرنا اس قلبی ایمان کی علامت ہے۔ نافرمان اور منکر افراد' صورت میں یکساں ہیں ایک زبان سے انکار کرتا ہے اور کافر بن جاتا ہے اور دوسرا زبان سے اقرار کرتا ہے مگر اپنے طرز عمل سے کافر کی مشابہت اختیار کرتا ہے۔ یہ تو جرم میں اس سے بھی آگے نکل جاتا ہے اس لیے حضور ﷺ کو اس سے زیادہ نفرت ہوگی اور اس کا جرم اس سے کم نہیں' بلکہ کچھ زیادہ ہی ہے اس لیے ہر مسلمان کو سوچنا چاہیے کہ وہ کسی معاملہ میں' کسی مسئلہ میں حضور ﷺ کی اطاعت سے خارج نہ ہونے پائے۔ حضور ﷺ کی سنت سے نفرت تو وہی کرے جسے نعوذ باللہ حضور ﷺ سے محبت نہ ہو۔ حضور ﷺ کے قول و فعل کو اچھا نہ سمجھتا ہو۔ دوسروں کے کردار کو حضور ﷺ کے کردار پر ترجیح دیتا ہو اور دوسروں کی تہذیب' دوسروں کے تمدن' فیشن اور کلچر کو پسند کرتا ہو۔ حضور ﷺ کے ارشادات کو وزنی اور بلند مرتبہ نہ سمجھتا ہو۔ جب صورت حال یہ ہو تو پھر اسے حضور ﷺ سے کیا نسبت؟ اور کیسا واسطہ؟ اس لیے آپ ﷺ نے سچ فرمایا کہ: "جس نے میرا کہا نہ مانا' میری اطاعت نہ کی وہ مجھ سے نہیں یعنی میرا امتی نہیں' وہ جہنم میں جائے گا اور جو میرا امتی کہلائے گا وہ میرا بن جائے گا اور وہ جنت میں جائے گا"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۸

اہل و عیال سے ہاتھ کھینچنا

لَیْسَ مِنَّا مَنْ وَّسَعَ اللّٰهُ عَلَیْهِ ثُمَّ قَتَّرَ عَلٰی عِیَالِهٖ[1]

ترجمہ: "جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص وسعت اور استطاعت رکھنے کے باوجود خرچ میں اپنے اہل و عیال پر تنگی کرے وہ ہم سے نہیں ہے"۔

تشریح: غور فرمائیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس بہترین انداز میں ہماری گھریلو زندگی کو خوشگوار اور ہماری معاشرتی پوزیشن کو سازگار بنانے کی تعلیم دی ہے۔
بعض لوگ اس زمانہ میں ایسے تھے اور اب بھی ہیں جو استطاعت کے باوجود گھر والوں کو خرچ بہت کم دیتے ہیں اور بخل سے کام لیتے ہیں۔ جس سے وہ بہت تنگ حال رہتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو تمام خرچ اپنی بیوی کے ہاتھ میں دے دیتے ہیں اور بیوی جو چاہتی ہے جہاں چاہتی ہے خرچ کرتی ہے۔ اور مہینہ ختم ہونے سے پہلے ہی ان پر قرض ہوجاتا ہے' یہ دونوں صورتیں معیوب ہیں۔ مسلمان کی شان ہے کہ وہ افراط و تفریط سے بچے اور اعتدال کی راہ اختیار کرے' نہ بیوی کو مختار کل بنائے اور نہ خرچ دینے میں اسے تنگ کرے بلکہ حسب استطاعت اپنی آمدنی کے لحاظ سے اسے خرچ دیتا جائے کیونکہ راہ صواب یہی ہے۔ اور اسی میں ثواب ہے۔

---

(1) کنز العمال ح ۴۴۹۵۰' بحوالہ دیلمی فی مسندہ ۳/ ۴۶۲' ح ۵۳۱۱' مسند الشهاب ۲/ ۲۰۵'
۲۰۶' ح ۱۱۹۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور ﷺ کے زمانے میں ایک صحابی ایسے تھے جو بیوی کو بہت کم خرچ دیتے تھے ان کی بیوی نے حضور ﷺ سے شکایت کی اور اجازت چاہی کہ مجھے اختیار دیا جائے کہ میں حسب ضرورت بال بچوں کے لیے اس کے مال سے خود بخود کچھ لے لیا کروں۔ یہ اجازت اس نے اس لئے چاہی کہ حضور ﷺ نے عورتوں کو روک دیا تھا کہ وہ خاوند کے مال سے چوری نہ کیا کریں اور اس کی اجازت کے بغیر کچھ خرچ نہ کیا کریں۔ جب حضور ﷺ نے اس کے دعویٰ کی تصدیق کی تو معلوم ہوا کہ واقعی خاوند بخل سے کام لیتا ہے اور اسے خرچ بہت کم دیتا ہے تو حضور ﷺ نے اسے اجازت دے دی کہ ہاں تو حسب ضرورت اس کے مال سے اپنا خرچ لے سکتی ہے اسے چوری میں شمار نہ کیا جائے گا۔ وہ شاداں و فرحاں چلی گئی کسی نے اس کے شوہر سے جا کہا کہ اب کیا کرو گے حضور ﷺ نے اسے اجازت دے دی ہے وہ دوڑا دوڑا حضور ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا حضور ﷺ جتنا خرچ اسے مطلوب ہو میں خود اسے دے دیا کروں گا آپ اسے اس کی اجازت نہ دیں کہ وہ خود بخود میرے مال سے جتنا چاہے لے لے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اسے پھر بلایا اور سمجھایا کہ جب تمہارا خاوند اب سارے خرچ کی ذمہ داری لے رہا ہے اور جو تنگی پہلے دیا کرتا تھا اسے دور کرنے کا اقرار کر رہا ہے تو اب اس کی اجازت کے بغیر تم کچھ نہ لینا اور حسب ضرورت جو خرچ ہو وہ براہ راست اس سے لے لیا کرنا۔ البخاری' النفقات' باب نفقة المرأة اذا غاب عنها زوجها ح ۵۳۵۹ مختصراً۔ مسلم الاقضیة باب قضیة هند ح ۱۷۱۴ مختصراً

***

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۹

قرآن سے تعلق استوار کرنے کا فائدہ

إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ (۱)

ترجمہ "حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن کریم) کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو بلند کرے گا اور اسی کے سبب بہت سی قوموں کو پست کرے گا"۔

تشریح قرآن کریم کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس کے فضائل و محامد بیان ہو رہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو قرآن سے عقیدت و محبت اور وابستگی پر متوجہ فرما رہے تھے کہ اسی سلسلہ میں ارشاد ہوا۔ قرآن سے عقیدت و وابستگی اختیار کرنے سے صرف دینی اور روحانی مراتب بلند نہیں ہوتے' صرف آخرت ہی نہیں بنتی سنورتی' بلکہ دنیا بھی بنتی ہے اور دنیا میں عزت و آبرو اور سرخروئی حاصل ہوتی ہے۔ یہ بدیہی چیز ہے کہ قرآن سے اخلاق سنورتے اور بلند ہوتے ہیں۔ قرآن معلم اخلاق ہے اور اخلاق ہی سے دنیا بنتی ہے' قرآن تمدن سکھاتا ہے' تہذیب و تمدن سے آشنا کرتا ہے۔ اور تمدن و تہذیب ہی سے دنیا متمدن اور مہذب بنتی اور ارتقاء

---

(۱) مسلم صلاۃ المسافرین' باب فضل من یقوم بالقرآن و یعلمه ح ۸۱۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی منازل طے کرتی ہے۔ قرآن مجید تمام علوم کی جامع کتاب ہے۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

جَمِيْعُ الْعِلْمِ فِيْ الْقُرْاٰنِ لٰكِنْ
تُقَاصِرُ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ

اس میں دینی کے علاوہ تمام دنیوی علوم بھی پائے جاتے ہیں مثلاً عدالت' تجارت' معیشت' معاشرت' سائنس' سیاست وغیرہ۔ غرض جن لوگوں نے اس کتاب ہدیٰ سے رشتہ استوار کر رکھا' وہ دین و دنیا کی عظمتیں پا گئے۔ اور جن بد نصیب لوگوں نے اسے پس پشت ڈال دیا وہ گہرے گڑھے میں جا گرے۔

آنحضرت ﷺ کے مذکورہ ارشاد کا مقصد یہ تھا کہ جو قوم اس کتاب کو پڑھے گی اس پر عمل کرے گی اسے پھیلائے گی اور اسے نافذ کرنے کی کوشش کرے گی۔ وہ سربلند ہوگی اور جو قوم اسے چھوڑ دے گی پس پشت ڈال دے گی وہ اس کی بدولت ذلیل وخوار ہوگی۔ پس اب یہ دیکھ لیجئے کہ آپ کس قوم میں سے ہیں۔ قرآن سے رابطہ مضبوط رکھنے والی قوم۔ یا اس سے تعلق توڑ دینے والی قوم۔ اللہ ہمیں اس کتاب کی سچی اور والہانہ محبت عطا فرمائے۔ آمین۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کتاب کو اپنایا' اپنے ہاتھ میں ہی نہیں لیا بلکہ اسے شوق و محبت کے ساتھ سینہ سے لگایا۔ چنانچہ اس کا نتیجہ دنیا کے سامنے ہے ان کے پاس لاؤڈ سپیکر نہیں تھے' ہوائی جہاز نہیں تھے' ایٹم بم نہیں تھے' مشین گنیں بھی نہیں تھیں۔ مگر وہ ملک پر ملک فتح کرتے گئے عرب سے نکل کر یورپ تک پہنچے' ایشیا میں پھیلے حتیٰ کہ ہند تک آگئے مگر آج آپ کے پاس سب کچھ ہے لیکن قرآن نہیں ہے' جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ کمزور' پست اور بدحال ہیں۔ دیکھا جائے تو آپ کے پاس دین ہے نہ دنیا۔

پس دوستو' قرآن پڑھو قرآن سیکھو' قرآن اپناؤ' اور دنیا میں پھیلاؤ۔ ان شاء اللہ پھر سب کچھ تمہارے پاس ہوگا اور سب کچھ تمہارا ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ اسلام پڑھو سیرت صحابہ رضی اللہ عنہ کی ورق گردانی کرو۔ واللہ' تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو سنا اور انہیں مان لیا۔ ادب و احترام سے گردن جھکادی' ہماری طرح نکتہ چینی نہ کی' بال کی کھال نہ اتاری' جس کا نتیجہ یہ ہوا' کہ وہ جہالت کے گڑھے سے نکلے اور علم کے مینار پر چڑھ گئے' افلاس کے غار سے نکلے' ذلت وادبار سے نکلے' اور وقار کے تخت پر جا بیٹھے' گڈریوں نے گورنری کی' اور اونٹ چرانے والے کمانڈر انچیف بن گئے۔ کبھی سوچا بھی کہ یہ کس چیز کی برکت تھی؟ یہ قرآن اور صرف قرآن کی برکت تھی۔ جس کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا تھا۔

اے کاش! ہم بھی اس اشارہ کو پالیتے اور آج "یَضَعُ بِهِ اٰخَرِیْن" یعنی گرے پڑے اور ذلیل لوگوں میں شامل نہ ہوتے۔

پاکستان میں آج سب کچھ ہے مگر قرآن نہیں ہے۔ نہ قرآن پڑھنے والے رہ گئے ہیں نہ پڑھانے والے' نہ سمجھنے والے ہیں نہ سمجھانے والے۔ الا ماشآء اللّٰہ۔

ع

ہائے قرآن' تیرے چاہنے والے نہ رہے

جن کا تو چاند تھا وہ ہالے نہ رہے

امید ہے کہ احباب ادھر توجہ فرمائیں گے اور اپنے اپنے حلقوں میں درس قرآن کا سلسلہ شروع کرکے قوم میں قرآن کا ذوق و شوق پیدا کرنے کی کوششیں کریں گے کہ آج یہ بھی ایک کرنے کا کام ہے اور بہت بڑا کام ہے۔ اگر ہم اب بھی قرآن مجید سے صحیح وابستگی اختیار کرلیں تو ہمیں وہی عزت و عظمت نصیب ہو سکتی ہے۔ جو ہمارے اسلاف کو حاصل تھی۔

***

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۱۲۰﴾

مے خواری کی آفت

مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ[1]

ترجمہ: "جو شخص دنیا میں شراب نوشی کرے گا اور توبہ کیے بغیر مرجائے گا وہ آخرت میں جنت کی شراب طہور سے محروم رہے گا"۔

تشریح: بادہ نوشی اگرچہ زمانہ جاہلیت سے مروج ہے اور ہر دور میں کم وبیش اس گناہ کا ارتکاب کیا جاتا رہا ہے۔ چنانچہ پانچویں اور چھٹی صدی مسیح میں عرب کی میخواری زمانے میں ضرب المثل تھی۔ اہل عرب شراب کو بلا جھجک اور بے تکلف چڑھاتے تھے۔ یہ ان کی سوسائٹی کی جان اور ان کے اجتماعوں کی روح رواں تھی لیکن جب اسلام نے ظہور فرمایا تو اس نے جہاں لحم خنزیر، قمار بازی، نذر غیر اللہ اور جانوروں کے خون کو حرام قرار دیا، وہاں شراب اور مے نوشی کو بھی رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ حرام اور شیطانی کام قرار دیا۔ دیکھو قرآن مجید (سورۃ المائدۃ: ۹۰)

---

(۱) (بخاری، الاشربۃ، باب و قول اللّٰہ تعالی (انما الخمر والمیسر....) ح ۵۵۷۵۔ مسلم، الاشربۃ، باب عقوبۃ من شرب الخمر اذا لم یتب منہا ح ۲۰۰۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ارشاد فرمایا کہ:

اِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا (سورة البقرة: ۲۱۹)

یہ ام الخبائث (بدیوں اور برائیوں کی جڑ) فائدہ تو برائے نام ہی دیتی ہے ہاں! اس میں کبیرہ گناہ اور انجام کار صحت میں بگاڑ پیدا کرنے کی خاصیت پائی جاتی ہے۔

چنانچہ اسی لیے شراب بلکہ ہر نشہ آور چیز کے استعمال کو حرام قرار دے دیا۔ اور فرمایا:

كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ (بخاری، المغازی، باب بعث ابی موسٰی و معاذ الی الیمن ح ۴۳۴۳۔ مسلم، الاشربة، باب النهی عن الانتباذ فی المزفت الخ ح ۶۴/۹۷۷۔

سورة البقرة: ۲۱۹)

ان مذکورہ آیات و احادیث کی روشنی میں اس کا پینا قطعی ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

اسلام کے اس امتناعی حکم کے نفاذ پر ان بادہ نوشوں نے جن کی گھٹی میں شراب پڑ چکی تھی اور جو شراب کے بغیر ایک لمحہ نہیں گزار سکتے تھے مٹکوں کے مٹکے توڑ دیئے، خم کے خم لنڈھا دیئے اور صوت ہادی پر لبیک کہتے ہوئے اس عظیم گناہ سے ایسے تائب ہوئے کہ پھر زندگی بھر انہوں نے اس کی شکل تک نہ دیکھی۔

یہ تو جاہلیت کی بات تھی اور اب جبکہ دنیا تہذیب وتمدن اور عروج و ترقی کی آخری منزلیں طے کر رہی ہے اور اقوام عالم اپنے اعلیٰ ترین کلچر اور بلند ترین "سولائزیشن" کے ساتھ مہذب متمدن ترقی یافتہ کہلانے کے لیے عالمی اسٹیج پر اپنا پارٹ ادا کر رہی ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ جاہلیت کی یادگار کو آج بھی قائم رکھا جارہا ہے۔ فی زمانہ شراب خانہ خراب ہر مہذب سوسائٹی، ہر متمدن کلب کی سپرٹ اور روح ہے اور اس کے بغیر کوئی محفل، کوئی بزم، کوئی مجلس "اپ ٹو ڈیٹ اور نیو لائیٹڈ" نہیں کہلا سکتی، بھلا غیروں یعنی کفار و مشرکین کا تو ذکر ہی کیا ہے رونا تو یہ ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ خود اہل اسلام میں یہ خباثت روز افزوں ہے اور وہ مغربی ممالک کی دیکھا دیکھی اپنے ممالک میں بھی اسے تہذیب و شائستگی کا معیار سمجھتے ہوئے دن بدن رواج دے رہے ہیں۔ آہ! وہ مسلمان جن کو اس درجہ عازم و محتاط رہنے کی تاکید ہے کہ وہ دو قسم کے پھلوں کو یا ایک پھل کے ساتھ کسی دوسری شے کو مرکب کرکے نہیں پی سکتے۔ اب شراب نوش نظر آ رہے ہیں انا للہ۔ چنانچہ پیغمبر بحر و بر' ہادی اعظم ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ شَرِبَ النَّبِيذَ مِنْكُمْ فَلْيَشْرِبْهُ زَبِيبًا فَرْداً اَوْ تَمْراً فَرْداً اَوْ بُسْراً فَرْداً

(مسلم' الاشربة' باب کراھة انتباذ التمر والزبیب مخلوطین ح ۱۹۸۷)

"جو شخص تم سے نبیذ (کسی چیز کو پانی میں بھگو کر شیرہ نکالا ہوا) پینا چاہے تو وہ اکیلی چیز کا پیے مثلاً منقہ یا پختہ کھجور کا یا نیم پختہ کھجور کا"۔

اور حضور ﷺ نے یہ اس لیے فرمایا کہ دو چیزوں کو پانی میں بھگونے سے شراب کی سی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔ اور اس کے پینے سے نشہ و سرور آتا ہے۔ چنانچہ آبکاری والے اور دوا ساز حضرات جانتے ہیں کہ گڑ کے ساتھ پوست ببول یا کھجور اور منقہ کے ساتھ جو کو بھگو دیا جائے تو شراب تیار ہوتی ہے۔ اور اسی لیے ایسی اشیاء کو ملا کر بھگونے اور اس کے پینے سے منع کیا گیا ہے۔

لیکن افسوس اور صد ہزار افسوس! کہ آج شریعت کے وہ تمام امتناعی احکام طاق نسیان کی زینت بن چکے ہیں ازبس کہ مذہبی بے رغبتی اور لادینیت غالب آ رہی ہے اس لیے اللہ و رسول کی خلاف ورزی کرکے قرآن اور حدیث کا منہ چڑایا جاتا ہے۔ ذرا گریبان میں منہ ڈال کر باسیان پاکستان ہی کے افعال و کردار پر نگاہ ڈالیے کہ محض شراب پینے اور حاصل کرنے کے لیے قانونی ممانعت کے باوجود کس قدر حیلے اور بہانے تراشے جاتے ہیں۔ کن کن ناجائز وسائل و ذرائع سے یہ "شیطان کی بیٹی" (یعنی شراب) حاصل کی جاتی ہے اور محض گھڑی بھر کے سکر و سرور کے لیے پیٹ میں انڈیلی جاتی ہے۔ ان بادہ پرستوں کو جنت کی شراب طہور کی کیا ضرورت اور کیا پرواہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ کہ وہ اس معمولی بات پر توبہ کرنے لگیں اور اگلے جہان میں دوزخ کی آگ چاہے عمر بھر جلاتی رہے مگر اب تو عیش و عشرت میں گذر رہی ہے۔

؎ عاقبت کی خبر اللہ جانے
یاں تو آرام سے گذرتی ہے

***

۱۲۱

تبلیغ ودعوت کے ترک کی سزا

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لَتَنْھَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ اَوْلَیُوْشِکَنَّ اللّٰہُ اَنْ یَبْعَثَ عَلَیْکُم عِقَابًا مِنْہُ ثُمَّ تَدْعُوْنَہٗ فَلَا یَسْتَجِیْبُ لَکُمْ (۱)

ترجمہ "حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم نیکی کا حکم دینے اور بدی سے روکنے کو اپنے اوپر لازم کر لو۔ ورنہ تم پر اللہ تعالیٰ عذاب نازل کرے گا پھر تم اسے پکارو گے لیکن شنوائی نہ ہوگی"۔

---

(۱) (ترمذی' الفتن' باب ماجاء فی الامر بالمعروف و النھی عن المنکر ح ۲۱۶۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح اس حدیث میں حضور ﷺ نے ہمیں ایک بہت بڑے فریضہ کی طرف توجہ دلائی ہے اور وہ ہے تبلیغ و دعوت۔ اس فریضۂ تبلیغ و دعوت کی اہمیت کے پیش نظر آپ نے "وَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِہٖ" یعنی قسم کھا کر فرمایا ہے سیرت نبوی کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ یہ الفاظ اس وقت فرمایا کرتے تھے جب حاضرین کو توجہ خاص دلانا مقصود ہوتی یا اس امر کی اہمیت جتلانا مطلوب ہوتی۔ فرمایا اس رب کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ الفاظ بتلا رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے یہ کلمات اللہ کے خاص حکم سے کہے ہیں اور اپنی امت کو بتایا ہے کہ اگر تم نے بے توجہی کی اس حکم کو سر آنکھوں پر نہ رکھا تو پچھتاؤ گے اور پھر یہ وقت جو تمہارے پاس ہے اس کو نہ پاؤ گے۔

ایک مسلمان پر اللہ کی طرف سے عائد کردہ بہت سے فرائض ہیں' مگر تبلیغ وہ فریضہ ہے جو سب پر فائق ہے' ایک مسلمان جب اسلام قبول کرلیتا ہے اور اسلامی احکام کو حق مان لیتا ہے تو پھر اس کا یہ فرض ہوجاتا ہے کہ وہ حق کی نشرواشاعت کرے۔ جس چیز کو صحیح اور درست سمجھتا ہو اسے لوگوں تک پہنچائے اور جس امر کو مذموم اور برا تصور کرتا ہے اس سے عوام کو بچائے۔ اسی کا نام تبلیغ ہے اور اسی کے متعلق فرمایا گیا کہ تم پر لازم ہے معروف (نیک کام) کا حکم دو اور منکر (برے کام) سے روکو۔

"معروف" سے مراد جانا پہچانا یعنی اچھا کام ہے۔ مثلاً اللہ کی طرف جھکنا' اسکی جانب توجہ' انابت اور رجوع کرنا' اسکا ذکر اور اسکی عبادت کرنا' توحید و سنت کی طرف دعوت دینا' ہر کسی سے نیکی اور بھلائی چاہنا' شرافت اور محبت سے پیش آنا' ہر کسی کی بہتری اور بہبود کی خواہش رکھنا' عوام کی دینی اور دنیوی فلاح کے ذرائع اختیار کرنا ہے۔

اور "منکر" سے مراد اللہ ذوالجلال سے روگردانی اور سرکشی اختیار کرنا' اس کے اوصاف میں دوسروں کو شریک کرنا' سنت رسول ﷺ سے دور ہٹنا' قوم میں افتراق اور انشقاق پیدا کرنا' انسانی اخلاق اور سوسائٹی کو تباہ کرنا' خود گناہ کرنا اور دوسروں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گناہ کی طرف مائل کرنا ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ پہلی قسم کی باتوں کو نہ صرف عوام تک پہنچاتے رہو بلکہ اس کے لیے اتنی تڑپ پیدا کرلو کہ گویا تم عوام کو اس کا حکم دے رہے ہو یا یوں سمجھو کہ تمہیں اپنے دین اور اس کی معروف چیزوں کے حق ہونے کا اتنا یقین کامل ہوچکا ہو کہ تم انہیں دوسروں سے منوا سکو۔

ایسے ہی ہر برائی اور منکر کے خلاف تمہارا جذبۂ نفرت اس حد تک پہنچ چکا ہو کہ جب تم دوسروں کو اس سے روکنا یا باز رکھنا چاہو تو تمہاری کیفیت یہ ہو کہ تم انہیں آگ کے الاؤ یا ہلاکت کے گڑھے سے بچانے کے لیے مضطرب ہو جاؤ اور ہر برائی کرنے والے کو ہاتھ سے پکڑ پکڑ کر برائی سے روک رہے ہو۔

جب یہ کیفیت ہوجائے تو پھر تم صحیح معنوں میں آمر بالمعروف اور ناہی عن المنکر ہو، یعنی نیکی کا کام کرنے والے اور برائی سے روکنے والے مبلغ ہو اور تبلیغ کا حق ادا کرنے والوں اور "وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ" (سورۃ آل عمران: ۱۰۴) اور داعیان حق و صداقت میں شامل ہو۔

پھر فرمایا اگر تم نے اس فرض منصبی کی ادائیگی میں کوتاہی کی یا اس بار (بوجھ) کو اپنے کندھوں سے اتار کر دوسروں پر پھینک دیا اور خود بریٔ الذمہ ہو بیٹھے یا سمجھ لیا کہ یہ کام ہمارا نہیں ہم اس کے اہل نہیں، یہ کام علماء کریں گے یا یوں کہا کہ ہماری کون مانتا ہے، ہم کیوں کسی سے بات کہہ کر لڑائی مول لیں۔ تو یاد رکھو پھر اس کا انجام صرف یہی نہیں ہوگا کہ برائیاں پھیلیں گی، بدیاں عام ہوں گی، نیکیاں سمٹ کر رہ جائیں گی، بلکہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ملک میں چاروں طرف برائیاں اور بے حیائیاں پھیل جائیں گی اور بدمعاش اور شریر لوگ غالب آجائیں گے۔ تم ان کے نرغے میں گھر جاؤ گے اور برے لوگ تمام وسائل و ذرائع پر قابض ہوجائیں گے اور تم پر یہ واضح ہوجائے گا کہ کس طرح برائیاں لوگوں کے مزاج بدل ڈالتی ہیں اور ماحول اشاعت حق کے لیے کس طرح ناساز گار بن جاتا ہے۔ تم پھر لوگوں کو سچائی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیکی کی طرف بلاؤ گے لیکن تمہیں لبیک کہنے والی آواز سنائی نہ دے گی' بلکہ تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ بھی یہ ہو گا کہ تم اللہ کو پکارو گے لیکن وہ بھی تم سے ناراض ہو گا اور تمہاری بات نہ سنے گا کیونکہ تم نے اپنی ڈیوٹی سرانجام نہ دی' اپنے فرائض کو بھول گئے' تبلیغ چھوڑ گئے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی تمہاری پکار کو نظرانداز کر کے تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دیا اور عذاب میں مبتلا کر دیا۔

بہتر ہو کہ اس دور کے آنے سے پہلے پہلے (جس کے آثار و قرائن نظر آ رہے ہیں) اپنے فرض کو پہچانیں اور اسے صحیح معنوں میں سرانجام دینے کی پوری کوشش کریں اور ہر برائی کو دیکھتے ہی سراپا احتجاج بن جائیں نہ کسی حاکم سے ڈریں نہ کسی شخصیت سے مرعوب ہوں نہ ناروا مصلحت سے کام لیں اور مرتے دم تک حق کی حمایت اور باطل کی تردید ہی کرتے رہیں۔ اس طرح جذبۂ نو اور عزم صمیم سے تبلیغ و دعوت کا کام کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی مدد بھی تمہارے شامل حال ہو گی۔ اور کوئی طاقت تمہارا راستہ نہ روک سکے گی۔

***

۱۲۲

آبِ زمزم کے فوائد و ثمرات

اِنَّهَا مُبَارَكَةٌ اِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ يَعْنِيْ زَمْزَمَ[۱]

---

(۱) (مسلم' فضائل الصحابة' باب من فضائل ابی ذر رضی اللہ عنه ح ۲۴۷۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ "جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ زمزم کا پانی بہت برکت والا ہے اور اس میں کھانے جیسی غذائیت ہے"۔

تشریح حکمائے مشرق و مغرب نے بسیار تحقیقات کے بعد آج یہ معلوم کیا کہ پانی کوئی پھیکی پھیکی بے قوت چیز نہیں' اس کے پینے سے دل کو تفریح اور بدن کو کسی قدر طاقت بھی حاصل ہوتی ہے' کیونکہ اس میں تھوڑی بہت غذائیت پائی جاتی ہے۔

یہ تو عام پانی سے متعلق ایک سائنٹیفک اور کیمیکل ریسرچ ہے لیکن جناب طبیب عرب و عجم' محبوب رب العالمین ﷺ نے چودہ سو سال پیشتر پانی کی غذائیت کا راز منکشف کر دیا ہے۔ قرآن کریم میں پانی کی اہمیت بیان کرتے ہوئے رب تعالیٰ نے فرمایا' وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ (سورة الانبياء : ٣٠) کہ "ہم نے پانی تمام چیزوں کی زندگی کا باعث بنا دیا ہے" اور ظاہر ہے کہ زندگی اسی شے سے قائم رہ سکتی ہے جس میں کچھ غذائیت موجود ہو۔

یوں تو پانی مفید ہی مفید ہے۔ اس کی بدولت ویرانے گلستانوں میں بدل جاتے ہیں۔ مینہ برسنے سے بنجر اور سڑی ہوئی زمینوں میں شگوفے اور پھول نکل آتے ہیں۔ باغ وراغ میں اک نیا ہی سماں دکھائی دیتا ہے۔ گویا کائنات ہست و بود کی رنگینی اور بہار اسی پانی کی وجہ سے ہے۔ اگر پانی نہیں تو کچھ نہیں۔ اگر پانی ہے تو سب کچھ ہے...... ویسے پانی کی بہت سی اقسام ہیں جیسے پھولوں میں گلاب' پھلوں میں آم' کو برتری حاصل ہے' اسی طرح سب پانیوں میں آب زمزم کو فوقیت حاصل ہے۔ زمزم وہ بابرکت پانی ہے کہ جس میں رب تعالیٰ نے بہت سے فوائد یکجا فرما دیے ہیں۔ اس میں مائیت بھی ہے اور بھرپور غذائیت بھی۔

اب لیجیے زمزم کے پانی کو' حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کا یہ یادگار چشمہ اطہر مطہر پانی کا سرمایہ دار ہے' اور صانع حقیقی جل شانہ نے اس میں کچھ ایسے خاص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الخاص منافع بھر دیئے ہیں جو دوسرے پانیوں میں نہیں ہیں' اور ایسا کیوں نہ ہوتا؟ اس پاک چشمے کو جناب مسلم اول حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے اس فرزند ارجمند کی یاد سے وابستہ کیا گیا ہے جس نے اللہ کی راہ میں بخندہ پیشانی ذبح ہونا قبول کیا اور اپنی گردن ہنسی خوشی چھری کے نیچے رکھوا لی اور جس کی اولاد میں وہ عظیم الشان آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے جنھوں نے کتاب و حکمت کے ذریعے قلوب انسانی کو مزکی و مصفیٰ کر ڈالا۔ پھر یہ آب زمزم روئے زمین کے تمام قسم کے پانیوں پر فوقیت کیوں نہ رکھتا؟ اس میں طاقت و قوت کیوں نہ ہوتی اور یہ جسم کو غذا کیوں نہ پہنچاتا؟ جس کی تاریخ اتنی اعلیٰ اور حیثیت اتنی ارفع ہو۔

اس کے ثبوت میں ایک واقعہ سن لیجئے۔ مشہور صحابی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے جب نبی کریم علیہ الصلوۃ و التسلیم کی شہرت سنی اور انہیں معلوم ہوا کہ مکہ معظمہ میں اللہ تعالیٰ نے محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منصب ختم نبوت تفویض فرمایا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے تشریف لائے۔ مگر کفار کے خوف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکے اور موقع کی تلاش میں خاموشی سے دن گذارتے رہے۔ لطف یہ کہ انہوں نے کسی کا مہمان بننا بھی منظور نہ کیا' ایک مہینے کے بعد ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ابوذر! تم کب سے مکہ میں مقیم ہو؟ عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم! تیس روز سے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ اتنا عرصہ کیا کھانا پینا رہا؟ ابوذر نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا گزارا صرف آب زمزم پر تھا' جب بھوک محسوس ہوتی تو اس مقدس پانی کے چند گھونٹ بھر لیتا تو تسکین ہوجاتی۔ تب حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اِنَّھَا مُبَارَکَۃٌ واقعی! یہ بہت برکت والا پانی ہے

اِنَّھَا طَعَامُ طُعْمٍ اس پانی میں ایسی ہی قوت اور ایسی ہی غذائیت ہے جیسی طعام میں ہوتی ہے۔ (بخاری' مناقب الانصار' باب اسلام ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ ح ۳۸۶۱' بدون کلمة "انها مباركة انها طعام طعم" مسلم' فضائل الصحابة : باب من فضائل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابی ذر رضی اللہ عنہ' ح ۲۴۷۳)

اس آب مبارک میں یہ بھی خوبی ہے کہ دوسرے پانیوں کی طرح یہ جلدی خراب اور متعفن نہیں ہوتا اس میں کئی امراض کو دور کرنے کی خاصیت بھی پائی جاتی ہے۔ دل ودماغ کو بے حد طاقت اور فرحت بخشتا ہے' ہمت اور شجاعت' صبر اور حوصلہ پیدا کرتا ہے' ذہنوں کو مانجھتا' عقلوں کو صیقل اور فہموں کو مجلّٰی کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان اس کے آرزو مند رہتے ہیں اور اس کے ایک ایک قطرے کو ترستے ہیں۔ایام حج میں اس کو حاصل کرکے اپنے اپنے وطن لے جاتے اور تحفے کے طور پر تقسیم کرتے ہیں۔

امریکی ڈاکٹر جان واہٹ لکھتا ہے کہ:

"میں نے زمزم کے پانی میں عجیب خواص دیکھے ہیں۔ (نیشنل ہیرلڈ 13 ستمبر ۶۷ء)

نیز فرنگی ڈاکٹر این سپنسر کہتا ہے:

"تین ڈاکٹروں نے کیمیاوی طریق سے آب زمزم کی تحقیقات کی ہے۔ اور وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اس پانی میں ایسے مفید نمکیات پائے جاتے ہیں جو کل اعضائے بدن کو غذا پہنچاتے اور قوت بخشتے ہیں۔" (میڈیکل ریویو لندن)

پروفیسر کیرنکی آف جرمنی رقمطراز ہے:

"آب زمزم میں کئی بیماریوں کی شفا ہے اور یہ جسم کو خوب طاقت بخش کر اعضاء کو غذا کا کام دیتا ہے" (بریف سٹوری آف اریبیا)

ماہرین نے آب زمزم کا تجزیہ کرتے ہوئے بتایا کہ اس میں جسمانی توانائی' کا پورا سامان موجود ہے۔ اس میں جو اجزاء پائے جاتے ہیں وہ انسانی صحت کے لئے بیش از بیش مفید ہیں۔ انہوں نے کہا۔ اس پانی میں:

ہائیڈروجن سلفائیڈ ہے جو زکام کے لیے مفید ہے۔ اور اس سے حافظہ پر خوشگوار اثر پڑتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگنیشیم سلفائیڈ یعنی سمندری نمک ہے جو قبض کشا ہے اور پیچش کو دور کرتا ہے۔

سوڈیم سلفائیڈ ہے جو ذیابیطس (یعنی شوگر) کو ختم کرتا ہے۔ اور مثانہ وغیرہ کی پتھری کو توڑ دیتا ہے۔

کیلشیم کاربونیٹ ہے جو ہڈیوں کے لیے بہت فائدہ مند ہے۔

سوڈیم کلورائیڈ ہے جو خون کے قوام کو ٹھیک حالت پر رکھنے کے علاوہ بخار کے لیے بھی فائدہ مند ہے۔

علاوہ ازیں اس میں پوٹاشیم نائیٹریٹ ہے جس کے استعمال سے اعصاب کا دباؤ کم ہو کر تھکن اور ضعف بدن کا ازالہ ہوتا ہے۔ ہم نے خود ایسے آدمیوں کو دیکھا جو حج پر جانے سے قبل نحیف و نزار بلکہ صاحب فراش اور بیمار تھے مگر جب حج سے واپس آئے تو یوں تر و تازہ ہو گئے جیسے کبھی کوئی مرض تھا ہی نہیں۔ وہاں کے پانی کے استعمال سے اللہ نے انہیں شفا عطا فرما دی۔

بہت سے لوگ آبِ زمزم پیتے وقت سنت کا خیال نہیں رکھتے۔ سنت یہ ہے کہ کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف منہ کر کے یہ دعا پڑھی جائے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَ شِفَاءً مِن كُلِّ دَآءٍ

ترجمہ ”اے اللہ! میں تجھ سے مفید علم، وسیع رزق اور ہر بیماری سے شفاء یابی کا سوال کرتا ہوں۔“

یہ دعا پڑھ کر بسم اللہ پڑھ کر آبِ زمزم نوش کریں۔ ان شاء اللہ پیاس بھی بجھ جائے گی اور شفا بھی ہو جائے گی اور امراض و اسقام بھی جاتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ۔

برا ہو کمزور اعتقادی اور ضعیف الایمانی کا کہ بعض لوگ مسلمان ہونے کے باوصف اس قسم کی حدیثوں کا مذاق اڑاتے ہیں، اور اعتراض پر اعتراض کرنے لگتے ہیں کہ ہو نہ ہو! زمزم کے پانی میں غذائیہ تاثیر اور شفائیہ خاصیت کیسے ہو سکتی ہے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں شفا کہاں سے آ گئی؟ عجوہ کھجور میں کیونکر زہر کا تریاق اور شہد میں کیوں اس قدر شفائی تاثیر بھری جا سکتی ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کے لوگ خطرناک حد تک منکر حدیث اور کتاب و سنت کے مخالف ہیں جو خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں میں ضلالت وجہالت پھیلاتے ہیں۔ کئی بدنصیب اور ڈھلمل یقین آدمی ان کے جھانسے میں آجاتے ہیں ان کی باتوں پر لگ جاتے ہیں۔ اور یہ فیصلہ نہیں کر پاتے کہ جو کچھ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے وہ درست ہے یا جو کچھ منکرین کہتے ہیں وہ صحیح ہے؟ ایک مسلمان کو کم از کم عقل سے تو کام لینا چاہیے۔

***

۱۲۳

غیبت و چغلی کی مذمت

لَا يُبَلِّغُنِي أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِي عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيمُ الصَّدْرِ [1]

ترجمہ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے اصحاب میں سے کوئی مجھ تک کسی کی بات نہ پہنچائے، کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جب تمہارے پاس آؤں تو میرا دل بالکل صاف ہو"۔

(۱) (ابوداؤد، الادب، باب فی رفع الحدیث من المجلس ح ۴۸۶۰۔ ترمذی، المناقب، باب فضل ازواج النبی صلی اللہ علیہ و سلم ح ۳۸۹۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح حقیقت میں یہ حدیث مبارکہ ایک ہدایت نامہ ہے جو حضور ﷺ نے اپنے اصحاب کو عطا فرمایا تھا۔ اور وجہ اس کی یہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت حضور ﷺ کے پاس کوئی بھی ایسی باتیں نہ کرنے پائے جس سے دلوں میں رنج، غصہ، قلق، کدورت، بغض، عناد اور نفرت پیدا ہو۔ چونکہ بعض لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اصحاب کبار رضی اللہ عنہم سے متعلق سرتاپا غلط اور بے بنیاد باتیں گھڑ کر سناتے تھے اس لیے آپ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ ان کے بارے میں ایسی ویسی باتیں میرے سامنے نہ کیا کرو۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ جب اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے پاس جاؤں تو میرا دل ان کی نسبت بالکل صاف ہو۔

اسلام نے چغل خور کو فسادی اور فتنہ پرداز گردانا ہے' جھوٹی خبریں گھڑنا' بے بنیاد افواہیں پھیلانا' بات کا بتنگڑ بنانا' کانا پھوسیاں اور سرگوشیاں کرنا استراق سمع کرنا (یعنی چوری دوسروں کی باتیں سننا) معمولی بات میں نمک مرچ لگانا اور اس کو بڑھا چڑھا کر چرب زبانی سے بیان کرنا اور اس طرح فریقین میں نفاق اور نفرت ڈالنا بے دین اور چغل خور لوگوں کی عادت ہے۔ ایسے بد خصلت لوگ ٹوہ میں لگے رہتے ہیں کہ کسی کی ذرا سی بات ہاتھ آئے تو اس کو پوشیدہ طور پر دوسروں کے کانوں میں بھر دیں۔ یہ لوگ چھپ چھپ کر باتیں سنتے اور پھر چھپ چھپ کر دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔ یہ اخفاء پوشیدگی کے بہت مشتاق ہوتے ہیں کسی کے سامنے کھل کر بات نہیں کرتے۔ یہ ہر جگہ آگ لگاتے پھرتے ہیں۔ اور بعض اوقات ان کی سلگائی ہوئی آگ بھڑکتی ہے کہ بجھائے نہیں بجھتی' اور بالآخر قوموں 'ملکوں' حکومتوں اور سلطنتوں کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے اور بسا اوقات ایسے دروغ گو' جاسوس اور چغل خور لوگوں کی بدولت ایسی عالمگیر جنگیں شروع ہوجاتی ہیں جو برسوں رکنے کا نام نہیں لیتیں۔

اسی لئے قرآن کریم نے یہ قانون وضع کر دیا: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ○

(سورۃ الحجرات: ٦)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے ایمان والو ! تمہارے پاس کوئی فاسق کسی قسم کی خبر لے کر آئے تو پہلے اس کی خوب تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کسی قوم پر نادانی سے ٹوٹ پڑو کہ بعد میں تمہیں پچھتانا پڑے۔"

یہ قانون چغل خوروں سے بچنے اور ان کی خبروں اور افواہوں کو پرکھنے کے لیے نہایت مفید اور نفع بخش ہے بشرطیکہ مسلمان اس پر عمل کرنا سیکھ لیں۔

بہت سے گناہ ایسے ہیں جو دنیا میں بکثرت پھیل چکے ہیں اور وہ معمولی سمجھ کر نظرانداز کر دیئے جاتے ہیں۔ غیبت اور نمیمہ (چغل خوری) بھی اسی قسم کا بڑا گناہ ہے جو اکناف عالم میں کثرت سے پھیل چکا ہے۔ اور بڑے بڑے اس کا شکار ہیں مگر اصل کمال ان سے دور رہنا اور بچنا ہے' یہ کوئی جواب نہیں کہ سب کرتے ہیں۔ اگر سب لوگ گندگی کے گڑھے میں گریں تو کیا آپ بھی گریں گے؟

***

﴿۱۲۴﴾

مریض کی عیادت کا ثواب

مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَزَلْ فِيْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ [1]

ترجمہ "جو شخص بیمار کی عیادت (مزاج پرسی) کرے گا وہ

(۱) مسلم' البر والصلة' باب فضل عيادة المريض ح ۲۵۶۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہشت کے راستے پر ہو گا یعنی وہ جنت کی نعمتوں سے مستفیض ہو گا''۔

تشریح بیمار کا حال پوچھنا اور خبر لینا نہ صرف اخلاق و تہذیب میں داخل ہے بلکہ تعلقات بڑھانے' محبت و الفت کو زیادہ کرنے اور دوسروں کا دل موہنے کا ایک بھاری ذریعہ ہے۔ اور اکثر اوقات اس معمولی سی بات ہی سے قلوب میں غیر معمولی انقلاب آ جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں مخالفت جاتی رہتی ہے' شکر رنجی اور نفرت و کدورت دور ہو جاتی ہے۔ دشمنی دوستی میں تبدیل ہو جاتی ہے' ٹوٹے ہوئے دل جڑ جاتے ہیں اور بگڑے ہوئے معاملات سنور جاتے ہیں۔

ے
ہو کوئی بیمار کا پرسان حال
اس پر ہو جائے گا فضل ذوالجلال
نفرتیں انسان کی سب دور ہوں
مہر اور الفت سے دل معمور ہوں
سر پہ پاؤں رکھ کے بھاگے دشمنی
ایسی سوئے پھر نہ جاگے دشمنی

جناب رسول اللہ ﷺ دوسروں کی عیادت فرمایا کرتے تھے' کوئی دوست ہو یا دشمن' امیر ہو یا غریب' بچہ ہو یا بوڑھا' مرد ہو یا عورت' مخالف ہو یا موافق' مسلمان ہو یا کافر' جب بھی کوئی بیمار پڑتا حضور علیہ الصلوۃ والسلام اس کی مزاج پرسی کے لیے تشریف لے جاتے۔ حال پوچھتے' دعا فرماتے' تسلی دیتے' کبھی کبھی دواء بھی بتلاتے۔ کوئی محتاج ہوتا تو اس کی مدد بھی فرماتے اور امت کو سبق دیتے کہ ایسا کرنا انسانی فرض ہے' تہذیب و اخلاق میں داخل ہے اور باعث اجر و ثواب بھی ہے۔

زمانہ ابتدائے نبوت میں آنحضور ﷺ جس راستے سے مسجد کو جایا کرتے' ایک بڑھیا حضور ﷺ پر کوڑا کرکٹ پھینک دیا کرتی۔ مدت تک اس کا یہی معمول رہا ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روز آپ ﷺ گذرے تو وہ بڑھیا نظر نہ آئی۔ لوگوں سے اس کی بابت پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے آنحضرت ﷺ اسی وقت اس کے گھر تشریف لے گئے بیمار پرسی فرمائی حال پوچھا تسلی دی اور فرمایا۔ مائی! کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتائیں میں لادوں۔ بڑھیا حیران بھی ہوئی اور نادم بھی، کہ میں تو ان پر کوڑا پھینکا کرتی تھی اور یہ خبر گیری کرنے کے لئے آئے ہیں۔ حضور ﷺ کی صداقت دل میں گھر کر گئی اور اسلام قبول کر لیا۔ آپ ﷺ کے انہی اوصاف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورۃ الاحزاب:۲۱) مسلمانو! تمہارے لئے ہر بات میں نبی ﷺ کے طرز عمل پر چلنا اور انہیں کا طریق اختیار کرنا ضروری ہے"۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ ان کے ذریعے مکارم اخلاق کی تکمیل کی گئی ہے۔ (موطا امام مالک ۲/۹۰۴) اور مسلمانوں کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ وہ ہر چھوٹے بڑے معاملہ میں حضور ﷺ کی پیروی کریں اسی بات کو کسی نے یوں بیان کیا ہے

ع
خدا نے ہے قرآں میں فرما دیا
وہ سیکھو نبی نے جو بتلا دیا
اگر نور ایمان کی ہے شعاع
رسول خدا کی کرو اتباع
نہ بھٹکو نہ جاؤ ادھر سے ادھر
کہ اس میں ہے فتنہ فساد اور شر
نہ کوشاں ہو ملت کی تخریب میں
نمونہ بنو خلق وتہذیب میں

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں: (دیکھئے حدیث نمبر ۱۱۰)

(۱) إِذَا لَقِيْتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ملاقات کرے تو اسے سلام کہے۔

(۲) اِذَا دَعَاكَ فَاَجِبْهُ

جب دعوت کرے تو اسے قبول کرے۔

(۳) اِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ

جب وہ خیر خواہی طلب کرے تو اس کا بھلا چاہے۔

(۴) اِذَا عَطَسَ فَحَمِدَاللّٰهَ فَشَمِّتْهُ

جب وہ چھینک مارے اور اَلْحَمْدُلِلّٰهِ کہے تو یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے۔

(۵) اِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ

جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کو جائے۔

(٦) اِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ

اور جب وہ مرجائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھے۔ (مسلم' السلام' باب من حق المسلم للمسلم رد السلام ح ۲۱۶۲)

ایک موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص محض رضائے الٰہی کے لیے عیادت کرتا ہے' وہ جتنی دیر وہاں ٹھہرتا ہے جنت میں اپنا مقام بنا لیتا ہے۔

(ترمذی' البر والصلة' باب ماجاء فی زیارة الاخوان ح ۲۰۰۸۔ ابن ماجه' الجنائز' باب ماجاء فی ثواب من عاد مریضا ح ۱۴۴۳)

حضور سرور کائنات ﷺ ایک دفعہ حلقۂ اصحاب رضی اللہ عنہم میں جلوہ افروز تھے تو ان سے مخاطب ہو کر پوچھا:

مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا "آج تم میں کون روزے سے ہے"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور ﷺ میں روزے سے ہوں۔

حضور ﷺ نے پوچھا فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً۔ "آج کون جنازہ کے ساتھ گیا ہے"

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ جناب میں گیا تھا؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت ﷺ نے پوچھا: فَمَنْ اَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِيْنًا۔ آج کس نے محتاج کو کھانا کھلایا؟

جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے کھانا کھلایا۔

آنحضرت ﷺ نے پوچھا: فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيْضًا۔ "آج کس نے بیمار کی عیادت کی؟

جناب صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں نے کی ہے۔

یہ سن کر حضرت رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا: مَا اجْتَمَعْنَ فِيْ امْرِءٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ "جس میں یہ چاروں خوبیاں جمع ہو جائیں' وہ بہشت میں جائے گا۔ (مسلم' الزکوۃ' باب من جمع الصدقة و اعمال البر ح ۱۰۸۰)

اس سے معلوم ہوا کہ مریض کی عیادت کرنے والا ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہے جو بہشت میں جائیں گے۔ افسوس ہے کہ مسلمان ان چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی ثواب حاصل نہیں کرتے اور مفت میں بہشت کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ حالانکہ ایسی نیکیوں پر نہ کچھ خرچ آتا اور نہ کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ اور بآسانی حاصل ہو جاتی ہیں۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ بے رخی اور بداخلاقی چھوڑ کر خلق و محبت اختیار کریں اور رحمت مجسم' خلیق اعظم پیغمبر ﷺ کے ارشادات پر عمل کریں۔ اس سے بندہ کے ہاں بھی عزت نصیب ہو گی اور اللہ کے ہاں بھی مرتبہ ملے گا۔

***

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۵

مساجد کا احترام

يَاتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُوْنُ حَدِيْثُهُمْ فِي الْمَسَاجِدِ فِيْ اَمْرِ دُنْيَاهُمْ فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ فَلَيْسَ لِلّٰهِ فِيْهِمْ حَاجَةٌ[1]

ترجمہ "حضور ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب لوگوں پر ایک وقت آنے والا ہے کہ وہ دنیاوی امور سے متعلق مسجدوں میں باتیں کریں گے پس (اے سچے مسلمانو!) تم ان دنیا دار باتونی لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو۔ کیونکہ رب ذوالجلال کو ان سے کوئی سروکار نہیں"۔

تشریح اس بات میں کسی مسلمان کو شک نہیں ہے اور نہ ہی یہ امر اختلافی ہے کہ مسجدیں اللہ کا گھر ہیں' ادب کی جگہ ہیں' ذکر اذکار' نماز و نیاز کے لیے مخصوص ہیں۔ اور ان مقامات میں پہنچ کر مسلمان کو اپنی صورت و سیرت' گفتار و رفتار میں ایک مابہ الامتیاز شان پیدا کرنا ضروری ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہم اپنے وجدانی عقائد و نظریات کے تقاضوں کو پورا کرنے میں کس حد تک تہی دست اور

---

(۱) صحیح ابن حبان حدیث ۳۱۱' طبرانی فی الکبیر ۱۰/ ۲۴۴۔ ۲۴۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمزور ہیں' اور اپنے نفسانی جذبات پر قابو پاکر اللہ کے گھروں کے احترام اور اسلامی حدود کی پابندی میں کہاں تک درماندہ و عاجز ہیں۔

حدیث مذکور ہمیں مسجدوں کے وقار و ادب کی دعوت دیتی ہے اور ہمیں ہماری بے ادبیوں اور گستاخیوں پر شرمندہ کر رہی ہے کہ ہم اپنی بازاری بے باکی کو چھوڑیں اور اللہ کی اس محبوب ترین جگہ کا پاس و ادب۔ کریں شاہی فرمان ہے اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ مَسَاجِدُھَا (مسلم، المساجد، باب فضل الجلوس فی مصلاۃ بعد الصبح ح ۶۷۱) اللہ رب العزت کو تمام جگہوں سے زیادہ محبوب مسجدیں ہیں۔ اگر ہمیں اللہ کے ساتھ محبت کا دعویٰ ہے اور ہونا چاہیے' تو پھر لازم ہے کہ ہم محبوب کی پسندیدہ چیز کے ساتھ محبت و الفت اور ادب و احترام سے پیش آئیں کہ ایسا کرنے سے ہماری محبوب ذات (جل جلالہ) ہم سے خوش ہو گی' اور یہ وہ نفسیاتی فلسفہ ہے جس کا دن رات ہمیں مشاہدہ ہوتا ہے' اور انسانی تعلقات میں یہی چیز کار فرما اور جلوہ فگن ہے۔

مسجد میں جب بھی جاؤ اپنی صورت و سیرت کو فوراً بدل ڈالو اور ہمہ وقت یہ حکم سامنے رکھو کہ مسجدیں اللہ کا گھر ہیں اور اَنْ یَّدْخُلُوْھَا اِلَّا خَآئِفِیْنَ (سورۃ البقرۃ: ۱۱۴) کے قرآنی فرمان کے تحت دل میں اللہ کا خوف پیدا کرلو کیونکہ اب تم عدالت عالیہ میں پہنچ چکے ہو۔ شور و شغب اور بیباکانہ گفتگو سے توہین عدالت مت کرو اس عدالت کے حاکم کا حکم یاد رکھو۔ فرمایا: فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَ یُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ (سورۃ النور: ۳۶) "اللہ کا فرمان ہے کہ مسجدوں میں اللہ کا نام اونچا کرو ہم آہنگی سے اس کی عبادت کی جائے اس لیے اب ذکر و فکر میں مشغول ہوجاؤ' کیونکہ نگران اعلیٰ اَلَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ (سورۃ الشعرا: ۲۱۸' ۲۱۹) یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری حرکات و سکنات کی نگرانی کر رہے ہیں تمہارے قیام وقیود' رکوع و سجود ہر چیز کو ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ اس لیے توجہ سے کام کرنا کہیں فیل نہ ہوجاؤ۔ اور ہاں یاد رکھو وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا (سورۃ الجن: ۱۸) "یہ مسجدیں اللہ کے ساتھ مخصوص ہیں وہاں اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مساجد میں ایک ہی ذات اقدس کی دعا پکار اور عبادت ہونی چاہیے۔ وہاں' غیر اللہ کی دعا پکار ممنوع ہے' دوسرے کی دعا پکار نہیں ہونی چاہیے' اور جب غیر اللہ کو (وہ کوئی بھی ہو) مدد کے لیے بلانا پکارنا منع ہے تو وہ عبادت کی بجائے دوسری باتوں کی کب اجازت ہو سکتی ہے؟ لہٰذا لایعنی اور فضول گفتگو سے یکسر پرہیز کرو۔

یاد رکھو! مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا منع ہیں۔ مذکورہ حدیث صاف بتلا رہی ہے کہ جو شخص اس جرم کا مرتکب ہو رہا ہو' مسجد میں گپیں ہانک رہا ہو' لغو بحث و تمحیص اور ناجائز و ناروا باتوں میں مصروف ہو' تو تم ایسے لوگوں کے پاس مت بیٹھو ان کی باتیں مت سنو' اور ان کی ہاں میں ہاں ملا کر جی حضوریئے مت ہو جاؤ' لغو باتوں اور اخباری افواہوں میں مت کھو جاؤ' بازاری قصے کہانیاں مسجدوں میں کہنے والے اللہ کے دشمن ہیں۔ یہ بارگاہ عالیہ کے ادب واحترام کو مٹا رہے ہیں۔ جس بلند مقصد اور فلاح وفوز کے لئے وہ مسجد میں آئے ہیں وہ اسے عمداً تباہ کر رہے ہیں۔ ایسے بدباطن اور غیر مآل اندیش (یعنی انجام کی پرواہ نہ کرنے والے) اور محض اطاعت الٰہی کا دعویٰ کرنے والے خام مسلمانوں کی رب العزت کو کوئی ضرورت نہیں ہے' کیونکہ اس نے اس ناپاک مقصد کے لیے انہیں اپنے گھر میں نہیں بلایا۔ اس لیے ان کی مجلس میں بیٹھنا گویا اس کی من مانی کاروائی کو رونق دینا اور انہیں مزید گپوں اور بے کار باتوں پر جرأت دلانا ہے۔ لہٰذا ایسی مجالس جمانا یا قائم کرنا شرعاً ناجائز اور ممنوع ہے۔

ذکر قلیل کو قرآن کریم نے منافق کی علامت بتایا ہے' کوشش کرنی چاہیے کہ مسجد میں جانے کا تمام ترین وقت ذکر کثیر میں صرف ہو' یہاں اخباری پلندے مت کھولئے' بعض لوگ مسجد میں اخبار منگوا لیتے ہیں۔ یہ دو وجہ سے درست نہیں۔ ایک یہ کہ اس میں دنیاوی بلکہ غیر اسلامی باتیں ہوتی ہیں۔ اور بجائے عبادت و اذکار کے کھیلوں پر تبصرے اور گندی سیاست کے تذکرے شروع ہو جاتے ہیں۔ دوسری یہ کہ اخبارات میں جانداروں اور عورتوں کی عریاں تصاویر ہوتی ہیں۔ نیز اخبار کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہوئے آدمی خبروں میں اتنا کھو جاتا ہے کہ مسجد میں آنے کی اصلی غرض کو بھول جاتا ہے۔ تمسخر و مذاق میں وقت نہ گنوایئے' غیبتوں اور عیب جوئیوں سے زبان خراب نہ کیجئے نہ کسی کا دل دکھایئے' زبان آئی بات کو کہہ ڈالنے کی عادت گنوایئے دوسرے کی بات کو برداشت کرنے کے خوگر ہو جایئے۔ اور وہ تمام امکانات مٹانے کی کوشش کیجئے جس سے بات بڑھتی ہو کیونکہ مسجد میں زیادہ باتیں کرنے سے عبادت کو سخت نقصان پہنچتا ہے:

؎ کرے بات دنیا کی مسجد میں جو
عبادت قبول اس کی ہرگز نہ ہو

حلال تجارت تو ایک قسم کی عبادت ہے مگر مسجد میں تجارتی گفتگو اور تجارتی معاہدات بھی شرعاً ممنوع ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو شخصوں کو جو مسجد میں باتیں کر رہے تھے سزا دینا چاہی' مگر ان کی مسافرت و اجنبیت کی وجہ سے درگذر فرما دیا۔ (بخاری' الصلاۃ' باب رفع الصوت فی المسجد ح ۴۷۰) نیز آپ رضی اللہ عنہ نے مسجدوں کے پاس حجرے اور چبوترے بنوا دیئے تاکہ مسجد کی بجائے ضروری باتیں یہاں کی جائیں۔ چنانچہ یہ طریق آج تک مروج ہے اور ہر مسجد کے ساتھ کوئی نہ کوئی کمرہ' برآمدہ' چوپال یا چبوترہ وغیرہ بنایا جاتا ہے' مگر افسوس اس کی علت' سبب اور حکمت کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔ مسجد کو گپ خانہ بنایا جا رہا ہے اور مسجد و بیٹھک کا امتیاز بتدریج اٹھ رہا ہے۔ جب موجودہ دور میں یہ حال ہے تو پتا نہیں آئندہ کیا ہوگا۔ اللہ ہمیں مساجد کا ادب و احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

***

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ ۱۲۶ ﴾

مومن کی مثال

اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَیْنَ اَصَابِعِهٖ[1]

ترجمہ "ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے اس دیوار کے مشابہ ہے جس کی بعض اینٹیں بعض کو مضبوط رکھتی ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست کیں"۔

تشریح اسلام کی زندگی اور قوت کا راز تنظیم واتحاد میں پوشیدہ ہے اور مسلمانوں کو بار بار تاکید فرمائی گئی ہے کہ وہ انفرادی زندگی نہ گذاریں کیونکہ انفرادی زندگی میں کوئی فائدہ نہیں۔ اور اپنے آپ کو اجتماعی طور پر مضبوط کریں۔ چنانچہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (سورۃ آل عمران: ۱۰۳) کا ارشاد بھی اسی لیے ہوا کہ اہل اسلام فرقہ بندی ترک کر دیں ایک ہو کر رہیں، مختلف گروہوں میں نہ بٹیں۔ چھوٹی چھوٹی ٹولیاں اور نام نہاد انجمنیں نہ بناتے رہیں۔ تاکہ ان کی

---

(۱) (بخاری، الصلاۃ، باب تشبیک الاصابع فی المسجد وغیرہ ح ۴۸۱۔ مسلم، البر والصلۃ، باب تراحم المؤمنین و تعاطفھم ح ۲۵۸۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحدت پارا پارا نہ ہو جائے اور سالمیت نہ ٹوٹ جائے۔

مذکورہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے لیے جو اینٹوں کی مانند بتایا ہے اسکا مطلب بھی یہی ہے کہ جس طرح دیوار کی اینٹیں ایک دوسری میں پھنس کر پیوستہ ہوتی ہیں اور مضبوطی و استحکام پیدا کرتی ہیں اسی طرح مسلمان بھی ایک دوسرے میں رہ کر ایک جماعت بنائیں اور اپنی قوت مضبوط کریں---- آپ ذرا ارکان دین ہی پر غور فرمائیں کہ ان میں بھی مسلمانوں کو وحدت و یک جہتی کی تعلیم دی گئی ہے پنج گانہ نماز کا باجماعت ادا کرنا ضعف و انفرادیت کا قاطع ہے' روزوں کا ایک مہینے میں آنا اور ایک وقت معین پر سحرو افطار کرنا اجتماعی قوت اور جماعتی طاقت پر دال ہے۔ مقررہ تاریخوں میں حج بیت اللہ سے مشرف ہونا تنظیم و اتحاد پر شاہد ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اسلام کا ایک سنٹر' دین کا ایک مرکز قائم کر دینا اسی لیے ہے کہ سب مسلمان متحد و متفق رہیں اور ان میں کمزوری نہ آنے پائے۔

دیکھ لیجئے جب تک مسلمان ایک ہو کر رہے' جماعتی رنگ میں رہے' وہ سطوت کبریٰ کے مالک بنے رہے اور دنیا کی کوئی عظیم ترین طاقت انہیں میلی نظر سے نہ دیکھ سکی۔ لیکن جونہی ان میں نفاق و افتراق پیدا ہوا ان کی قوت کمزور سے کمزور تر ہوتی چلی گئی۔ وہ ذات پات' قومیت قبیلہ خاندان کے جھمیلوں میں پھنس کر رہ گئے' علاقائی' صوبائی اور ملکی عصبیت نے ان کی طاقت سلب کرلی اور وہ دنیا کی کمزور ترین قوم بن کر رہ گئے۔

اس ضعف و انتشار کا یہ انجام ہوا ہے کہ چاروں طرف سے دشمنان دین انہیں گھورتے ہیں' دھمکاتے ہیں' آنکھیں دکھاتے ہیں اور مسلمان اس درجہ بے بس ہیں کہ اس کا کوئی مداوا اور علاج نہیں سوچ سکتے' یہ کمزوری ہی کا نتیجہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے ملک انہیں جنگ کا الٹی میٹم دیتے ہیں۔ اور جب ان سے لڑنے پر آمادہ ہوتے ہیں تو مسلمانوں کا رنگ فق ہو جاتا ہے ہوش وحواس بجا نہیں رہتے کپکپی طاری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتی ہے۔ یہ اس لیے کہ جب وہ اپنی قوت کو دیکھتے ہیں تو وہ دشمن کے مقابلہ میں کمزور پاتے ہیں انہیں اپنی فوج کم نظر آتی ہے' سامان جنگ کی مقدار قلیل دکھائی دیتی ہے' اپنا نظم ونسق ابتر دکھائی دیتا ہے لہٰذا حریف کے خوف سے وہ لرزنے اور کانپنے لگتے ہیں' مگر جس زمانے میں مسلمان من حیث المجموع ایک اور صرف ایک تھے تو اس وقت نہ انہیں کثرت وقلت کا خیال تھا' نہ انہیں سامان کی کمی بیشی کی پرواہ تھی' اللہ اور رسول ﷺ کا حکم پاتے ہی اللہ کے چند بندے ٹوٹی ہوئی تلواریں' زنگ آلود بھالے اور کند سے خنجر لے کر جہاد میں کود پڑتے اور فتح پاتے تھے اور یہ صرف ان کے نظم ونسق اور اتحاد کی برکت اور قوت ایمانی کا فیضان تھا۔

آج بھی مسلمان اپنی کمزوریوں کو محسوس کریں اور وحدت ملی کا قیام عمل میں لائیں تو اپنے دین' اپنی قوم اور اپنے وطن کے لیے ایک مضبوط اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن سکتے ہیں اور اس بنیان مرصوص کو توپ و تفنگ اور راکٹ اور ایٹم بم تک نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ کاش! کہ مسلمان اس راز کو سمجھیں اور جماعتی زندگی اختیار کریں۔

***

﴿۱۲۷﴾

سات آدمی اللہ کے سائے میں

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ الْاِمَامُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعَادِلُ وَ شَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ وَ رَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَ رَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَ تَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَ رَجُلٌ طَلَبَتْهُ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَ جَمَالٍ فَقَالَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ وَ رَجُلٌ تَصَدَّقَ اَخْفٰى حَتّٰى لَا تَعْلَمُ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ وَ رَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ"(۱)

ترجمہ "سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سائے میں رکھے گا جس دن اللہ کے سائے کے بغیر اور کوئی سایہ نہیں ہو گا (۱) عادل بادشاہ (۲) وہ جوان جو اپنے پروردگار کی عبادت کرتے بچپن سے بلوغ میں داخل ہوا (۳) وہ مرد جس کا دل مسجد میں آویزاں رہتا ہے (۴) وہ دو مرد جو ایک دوسرے سے اللہ کے لیے محبت رکھتے ہیں' اکٹھے ہوں تو اللہ کی بات پر' جدا ہوں تو اللہ کی بات پر' (۵) وہ مرد جس کی خواہش ایک منصب و جمال والی عورت نے کی' لیکن اس نے کہہ دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں (۶) وہ مرد جو اس پوشیدگی کے ساتھ صدقہ دے کہ دائیں ہاتھ کے دینے کی بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو (۷) وہ مرد جسے تنہائی میں

---

(۱) بخاری' الاذان' باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ' ح ۶۶۰۔ مسلم' الزکاۃ' باب فضل اخفاء الصدقۃ ح ۱۰۳۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ یاد آجائے تو اس کی دونوں آنکھیں آنسو بہانے لگیں"۔

تشریح قیامت کے روز سوائے عرش الٰہی کے اور کہیں سایہ نہیں ہو گا۔ مراد عرش کا سایہ بھی ہو سکتا ہے اور اللہ کی رحمت کا سایہ بھی۔ بہرحال انجام کار بات ایک ہی ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں سات قسم کے لوگوں کا ذکر ہے کہ جنہیں عرش الٰہی کا سایہ نصیب ہو گا۔ یہ حدیث بخاری' مسلم کے علاوہ مؤطا امام مالک، نسائی اور ترمذی میں بھی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو کتاب الزکوٰۃ' کتاب الحدود اور کتاب الرقاق میں الگ الگ چار مرتبہ بیان کیا ہے۔ اس حدیث کو فضائل اعمال میں خاص مقام حاصل ہے۔ یہ حدیث فضائل اعمال میں سب سے بڑھ کر اور سب سے زیادہ مفید اور سب سے زیادہ صحیح ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے بھی اس کی جامعیت کا ذکر کیا ہے۔ اور اس حدیث کو نہایت جامع قرار دیا ہے۔ دیکھو فتح الباری۔ اب اس حدیث کی قدرے تشریح ملاحظہ ہو:

(۱) اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ:

اس سے مراد عادل حکمران ہے۔ عدل کہتے ہیں برابری کو۔ جیسے کہ ترازو کی ڈنڈی سیدھی اور برابر ہوتی ہے۔ اسی طرح حکمران کا فیصلہ سیدھا اور مبنی بر انصاف ہو۔ رشتہ داری' دوستی یا کسی اور بنا پر کسی کی طرف جھکا ہوا نہ ہو۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے: اِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلٰى مَنَا بِرَ مِن نُوْرٍ عَلٰى يَمِيْنِ الرَّحْمَانِ عَزَّوَ جَلَّ (مسلم' الامارۃ: باب فضیلۃ الامیر العادل' ح ۱۸۲۷) "یعنی صحیح انصاف کرنے والے امراء اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے داہنی جانب نور کے منبروں پر ہوں گے"۔

طبرانی میں روایت ہے کہ منصف بادشاہ کا ایک دن ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔ (الترغیب و الترھیب ۳/۱۶۷ بحوالہ طبرانی فی الکبیر ۱۱/۳۳۷ والاوسط)

بیہقی میں روایت ہے' اِنَّ اَفْضَلَ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِمَامٌ عَادِلٌ رَفِيْقٌ (بیھقی فی شعب الایمان' ح ۷۳۷۱) "یعنی قیامت کے روز قدر و منزلت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتبار سے افضل ترین بندہ منصف اور نرم دل حاکم ہے"۔

مذکورہ حدیث کی روشنی میں ماں' باپ' استاد' قاضی' پولیس آفیسر ہر کوئی صحیح عدل و انصاف کرکے بے پناہ ثواب اور درجہ حاصل کر سکتا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں سورہ مومن میں فرمایا: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ (سورة المؤمن: ۴۰) اور حدیث میں ہے كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ۔ (بخاری' الجمعة: باب الجمعة فی القریٰ و المدن' ح ۸۹۳' مسلم' الامارة: باب فضیلة الامیر العادل' ح ۱۸۲۹)۔

(۲) وَ شَابٌّ نَشَأَ فِىْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ:

وہ نوجوان بھی قیامت کے روز عرش کے سائے تلے ہو گا جس کی جوانی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں صرف ہوئی۔ جوانی کے بارے میں آتا ہے: اَلشَّبَابُ شُعْبَةٌ مِنَ الْجُنُوْنِ "یعنی جوانی بھی دیوانگی کی قسم سے ہے"۔ اسی کو کہتے ہیں "جوانی دیوانی" اور جو خوش نصیب ایام جوانی میں پاکباز رہے اور عبادت میں مصروف رہے ان کی کتنی بڑی سعادت ہے۔ سبھی انبیاء علیہم السلام جوانی میں عابد و زاہد تھے۔ تقریباً جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم نوجوان تھے۔ اور وہ اس عمر میں بندگی میں لگے رہے۔ فارسی کا مشہور شعر ہے

؎ در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری
وقت پیری گرگ ظالم می شود پرہیزگار

اس دور میں نوجوانوں کو اپنی جوانی بچانا محال ہو رہا ہے۔ بیہودہ دوستیاں اور گرے ہوئے مشاغل عام ہیں۔ نوجوانوں کے عام دھندے پالیٹکس' سپورٹس اور سیکس وغیرہ ہو کر رہ گئے ہیں۔ نوجوانوں کی طبائع میں پراگندگی اور انتشار ہے۔ سہل انگار ہیں۔ محنت سے گھبراتے ہیں۔ جھوٹی عزت' شہرت اور بغیر محنت کے روپیہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ چاہتے ہیں کہ ان کی ہر خواہش اور مرضی پوری ہو اس میں کوئی رکاوٹ حائل نہ ہو۔ جو شخص رکاوٹ بنے یا انہیں سمجھائے خواہ وہ ماں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باپ یا بھائی ہی کیوں نہ ہو وہ اسے اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے نوجوان والدین اور بہن بھائیوں سے دور اور دوستوں کے قریب ہوتے ہیں انہیں ماں باپ اور بھائیوں کی اتنی پرواہ نہیں ہوتی جتنی دوستوں کی ہوتی ہے۔ وہ ایسے ہی لا ابالانہ پن میں دن رات گزارتے ہیں۔ پس ایسی صورتحال میں کسی نوجوان کا نیک اور بلند اخلاق ہونا' نمازوں کی پابندی کرنا' نفل ادا کرنا' فرضی اور نفلی روزے رکھنا اور اپنے آپ کو گناہوں سے بچانا اور بیہودہ دوستوں سے دور رکھنا بے شک بڑا کارنامہ ہے۔ اس حدیث میں ایسے نیک بخت اور صالح نوجوانوں کو عرش الٰہی کے سائے کی خوشخبری دی گئی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام نوجوانوں کو ایسے ہی پارسا' عبادت گزار' تعلیم یافتہ' بلند اخلاق' ملنسار' والدین کا فرمانبردار اور قرآن و سنت کا تابع فرمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(۳) وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ:

"وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہے" یہ تیسرا شخص ہے جس کو عرش الٰہی کے نیچے جگہ ملے گی۔ معلق کے معنی ہیں لٹکا ہوا۔ یعنی اس شخص کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے ایک نماز ادا کی' پھر وقت آیا' مسجد میں پہنچا' پھر نماز ادا کی۔ اسی طرح پانچ مرتبہ مسجد میں پہنچ کر جماعت کے ساتھ نمازیں ادا کرتا رہا۔ اور پھر مسجد میں پہنچ کر خوشی ہوئی' جی خوب لگا۔ سکون ملا۔ ٹھنڈک پہنچی۔ روحانی مسرت ہوئی۔ وہ مسجد میں یوں خوش ہوتا ہے جیسی مچھلی پانی میں یا بلبل چمن میں۔ مؤطا امام مالک رحمہ اللہ کی روایت میں ہے وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُودَ إِلَيْهِ (مؤطا امام مالک (۲/۹۵۲۔ ۹۵۳)' کتاب الشعر : باب ماجآء في المتحابين في الله' ح ۱۴) "یعنی وہ شخص جب باہر آتا ہے۔ تو اس کا دل مسجد جانے کے لیے بیتاب رہتا ہے۔ اس خوشخبری میں وہ شخص بھی داخل ہے جو مسجد کی دیکھ بھال کرتا' اس کی صفائی کرتا' یعنی مسجد کو اپنے گھر کی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر عزیز رکھتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) وَ رَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ :

آپس میں دوستی ذاتی مفاد کے لیے تو سب کرتے ہیں۔ مگر اللہ کی رضا کے لیے دوستی کوئی کوئی کرتا ہے۔ یہاں عرش الٰہی کے سائے کی خوشخبری ان دو شخصوں کو دی گئی ہے جو محض دین و ایمان کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ اور ان کا یہ تعلق فانی نہیں دائمی ہوتا ہے۔ یعنی زندگی بھر رہتا ہے۔

مسند احمد' ترمذی اور ابوداؤد میں حدیث ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَنْ اَحبَّ لِلّٰہ وَاَبْغَضَ لِلّٰہ وَ اَعْطٰی لِلّٰہ وَ مَنَعَ لِلّٰہ وَ نَصَحَ لِلّٰہِ وَ یَعْمَلُ لِسَانَہ فِی ذِکْرِ اللّٰہ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ (احمد ۳/۴۳۸، ۴۴۰ ابوداؤد: السنۃ: باب الدلیل علی زیادۃ الایمان و نقصانہ' ح ۴۶۸۱۔ ترمذی' صفۃ القیامۃ: باب ۶۰' ح ۲۵۲۱۔ مکمل الفاظ مجھے کسی روایت میں نہیں ملے۔ اور نصح للہ کے الفاظ کا تذکرہ صرف حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں کیا ہے۔ دیکھئے فتح الباری (۱/۴۷) ''جس شخص نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ ہی کے لیے دشمنی کی۔ اور اللہ ہی کے لیے دیا اور اللہ ہی کے لیے منع کیا یعنی نہ دیا۔ اور اللہ ہی کے لئے خیر خواہی کی۔ اور اپنی زبان کو ذکر الٰہی میں لگائے رکھا۔ تو اس نے اپنے ایمان کو کامل کر لیا۔'' ترمذی میں اَنْکَحَ لِلّٰہ کے الفاظ بھی آتے ہیں یعنی جس نے اللہ کے لیے نکاح کیا۔ دین کی اشاعت و خدمت کے حوالے سے' توحید و سنت یا جہاد کا علم بلند کرنے کے حوالے سے محض اخلاص اور رب کی رضا کے پیش نظر دو افراد ہی کا تعلق اور محبت بہت محبوب عمل ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ بے حد پسند کرتا ہے۔

(۵) رَجُلٌ طَلَبَتْہُ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّ جَمَالٍ .... :

عورت کو ہر دور میں فتنہ قرار دیا گیا۔ اگرچہ وجود زن سے کائنات میں رنگ ہے۔ عورت کے وجود سے کائنات کی تکمیل ہے۔ بلکہ جنت کی تکمیل ہے۔ جنت میں سب نعمتیں موجود تھیں۔ مگر آدم علیہ السلام کو ایک خلا سا محسوس ہو رہا تھا۔ اللہ نے ان کی بیوی حوا کو پیدا کر کے نعمت ہائے جنت کی تکمیل کر دی۔ قرآن مجید میں جہاں جنت کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے شمار نعمتوں کا ذکر ہے وہاں حوران جنت کا بھی ذکر ہے اور جگہ جگہ ان کا ذکر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو نزاکت' ملاحت' صباحت غرض بہت سی خوبیاں ودیعت کر رکھی ہیں۔ اس میں بڑی کشش رکھ دی ہے۔ بڑے بڑے لوگ اس کی طرف آپ سے آپ کھنچے چلے جاتے ہیں۔ اس کی اک چنچل اور شوخ نگاہ اچھے بھلے لوگوں کو گھائل کر دیتی ہے۔ اگر عورت اچھے گھرانے کی ہو' اور حسین و جمیل بھی ہو وہ کبھی خلوت میں مرد کو برائی کی دعوت دے تو اس گھڑی میں مرد کا برائی سے بچنا اور "اِنِّی اَخَافُ اللّٰہَ" کہنا کوئی معمولی بات نہیں۔ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی سنت پر عمل کرنا ہے۔ بے شک یہ کڑے امتحان میں بہت بڑی کامیابی ہے۔ اتنا بڑا امتحان کہ اس سے بڑے امتحان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے اعلیٰ اور پاکیزہ کردار کے حامل شخص کو عرش الٰہی کے سائے تلے ہی جگہ ملنی چاہیے۔ چنانچہ اس حدیث کے مطابق اس کا یہی مقام ہو گا۔

اِنِّی اَخَافُ اللّٰہَ (میں اللہ سے ڈرتا ہوں) کہنے والا شخص یہ جملہ زبان سے کہے یا دل سے' ایک ہی بات ہے' البتہ مذکورہ جزا اس شخص کو ملے گی جو برادری اور عزت وغیرہ کے ڈر سے نہیں بلکہ محض اللہ کے ڈر سے برائی سے باز رہے گا۔ برائی سے بچنے کا سبب اور کچھ نہ ہو صرف رب تعالیٰ ہو۔ جامع ترمذی کی حدیث ہے کہ اسے امام منذری رحمہ اللہ نے ترغیب میں اور امام ابو عیسیٰ رحمہ اللہ نے جامع ترمذی میں نقل فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا' "اَخرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَکَرَنِی یَومًا اَوْ خَافَنِی مِنْ مَقَامٍ" (الترغیب و الترہیب ۲۶۱/۴' ترمذی' صفة جهنم' باب ماجاء ان للنار نفسین ..... ح ۲۵۹۴) "اس شخص کو جہنم سے نکال لاؤ جس نے مجھے کسی دن یاد کیا تھا۔ یا مجھ سے کسی دن ڈرا تھا"۔

بیہقی اور ترغیب کی حدیث ہے اِذَا اقْشَعَرَّ جِلْدُ الْعَبْدِ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰہِ تَحَاتَّتْ عَنْہُ ذُنُوبُہٗ کَمَا یَتَحَاتُّ عَنِ الشَّجَرَةِ الْیَابِسَةِ وَرَقُھَا (الترغیب و الترہیب ۲۶۶/۴ بحوالہ ابو الشیخ و البیہقی) "یعنی جب بندے کا جسم اللہ کے خوف سے کانپ جائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں تو اس کے گناہ یوں جھڑ جاتے ہیں جیسے خشک درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں"۔ صحیح ابن حبان میں حدیث قدسی ہے' اللہ نے فرمایا وَعِزَّتِي لَا اَجْمَعُ عَلٰی عَبْدِی خَوفَيْنِ اِذَا اَمِنَنِي اِذَا خَافَنِي فِي الدُّنْيَا اٰمِنْتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاِذَا اَمِنَنِي فِي الدُّنْيَا اَخَفْتُهٗ فِي الْاٰخِرَهٖ (الترغيب و الترهيب ۴/۲۶۱ بحواله ابن حبان (موارد ۲۴۹۴) "مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی عزت کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ جو شخص دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہا' میں آخرت میں اسے امن دوں گا۔ اور جو دنیا میں نڈر اور گناہوں پر جری رہا میں آخرت میں اس پر عذاب مسلط کروں گا"۔ قرآن مجید کی سورۃ النازعات (آیت نمبر ۴۰' ۴۱) میں ہے وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ○ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى " جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکا بے شک اس کا ٹھکانا جنت ہے"۔ اور سورۃ الرحمٰن (آیت نمبر ۴۶) میں ارشاد ہے: ولمن خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ ○ "جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اس کے لیے دو جنتیں ہیں"۔ ترمذی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل کے کفل نامی شخص نے اللہ سے ڈرتے ہوئے گناہ ترک کر دیا اور توبہ کر لی۔ اسی رات اس کا انتقال ہو گیا۔ صبح لوگوں نے اس کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا' اِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لِلْكِفْلِ "بے شک اللہ نے کفل کے گناہ معاف فرما دیے"۔ (ترمذی' صفة القيامة باب ۴۸' ح ۲۴۹۶)

صحیح بخاری میں ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "ایک فاسق و فاجر شخص نے مرتے وقت وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا۔ اور میری راکھ کو ہوا میں اڑا دینا۔ چنانچہ اس کے بیٹوں نے ایسے ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے راکھ اکٹھی کر کے اس بندے کو زندہ کر دیا؟ اور پوچھا۔ تو نے ایسا کیوں کیا تھا؟ اس نے جواب دیا آپ سے ڈرتے ہوئے ایسا کیا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا"۔

بخاری' احاديث الانبياء' باب ۵۴' ح ۳۴۷۸' ۳۴۷۹' ۳۴۸۱۔ مسلم التوبة' باب في سعة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمۃ اللہ تعالیٰ' ح۲۴۵۶، ۲۴۵۷)

کسی بھی شخص کو خوف خدا اور توبہ و استغفار سے بے پرواہ نہیں ہونا چاہیے۔ ان کی بدولت اللہ تعالیٰ گناہ معاف کر کے جنت عطا فرما دیتا ہے۔

(۶) وَ رَجُلٌ تَصَدَّقَ اِخْفَآءً

قرآن و حدیث میں صدقہ و خیرات کا بہت جگہ حکم آیا ہے' اس کا بے حد ثواب ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی تاکید ہے کہ صدقہ پوشیدہ طور پر دیا جائے اور اتنا پوشیدہ دیا جائے کہ دائیں ہاتھ سے دے تو بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلے۔ اس محاورے کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ حد سے زیادہ چھپا کر دیا جائے کہ بس لینے اور دینے والے دو افراد کے علاوہ کسی اور کو مطلق خبر نہ ہو۔ جو شخص اس طرح صدقہ دے پیغمبر علیہ السلام نے اسے عرش الٰہی کے سائے کی خوشخبری دی ہے۔ اس حدیث سے ایک اشارہ یہ ملا کہ جب کسی کو کوئی چیز دینی ہو تو داہنے ہاتھ سے دی جائے۔ اور ایک نکتہ یہ بھی سامنے آیا کہ صدقہ کے لیے یہ ضروری نہیں کہ بہت زیادہ ہو اور بہت قیمتی ہو بلکہ صدقہ جتنا بھی ہو بلا کھٹکے اللہ کی راہ میں دے دیا جائے۔ بس اس میں نمود و نمائش کا ذرا سا بھی شائبہ نہ ہو' ایسا صدقہ یقیناً منظور ہو گا۔ اگر اس میں نمود و نمائش ہو گی یا احسان جتلایا گیا ہو گا تو وہ صدقہ رد کر دیا جائے گا۔ اس کا کوئی ثواب نہیں ملے گا۔

(۷) وَ رَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا

ساتواں آدمی وہ ہے جو تنہائی اور خلوت میں اللہ کو یاد کر کے رو پڑا ہو۔ ایسے آدمی کی بھی بہت شان بیان کی گئی ہے۔

اللہ کا ذکر اور یاد بڑا عظیم عمل ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو کر گناہ معاف اور جنت عطا کر دیتے ہیں۔ قرآن مجید میں سورہ بقرہ میں فرمایا: فَاذْكُرُوْنِيْۤ اَذْكُرْكُمْ (آیت: ۱۵۲) تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا' سورہ جمعہ میں فرمایا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (آیت: ۱۰) ''تم اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا ذکر الٰہی کامیابی کی ضمانت ہے۔ سورہ آل عمران میں اہل ایمان کا یہ وصف بطور خاص بیان فرمایا: اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ (آیت: ۱۹۱) ''کہ وہ لوگ کھڑے' بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ ایک دوسری جگہ فرمایا: رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ (سورۃ النور: ۳۷) ''سچے مومن تجارت اور خرید و فروخت میں ایک لمحہ کے لیے بھی اللہ کے ذکر اور نماز سے غافل نہیں ہوتے''۔ سورہ بقرہ میں فرمایا وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ (آیت: ۱۹۸) ''اس کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اسے یاد کرو''۔ سورہ رعد میں فرمایا اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ (آیت: ۲۸) ''بہترین وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہو گئے۔ یاد رکھو اللہ کے ذکر سے دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے''۔

فی زمانہ ہر شخص مضطرب ہے بس اس کا ایک ہی حل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کیا جائے۔ بخاری و مسلم کی حدیث بہ اختلاف الفاظ ہے: مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَيِّ وَ الْمَيِّتِ (بخاری' الدعوات: باب فضل ذکر اللہ عز و جل' ح ۶۴۰۷۔ مسلم' صلاۃ المسافرین' باب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ' ح ۷۷۹) ''رب کا ذکر کرنے والے کی مثال زندہ کی ہے اور اسے یاد نہ کرنے والے کی مثال مردہ کی ہے''۔ مؤطا امام مالک' مسند امام احمد' جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ کی حدیث ہے۔ حضور پاک ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرمایا: اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ ...... قَالُوا بَلٰى' قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ ''کیا میں تمہیں سب اعمال سے اعلیٰ و افضل عمل نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ ہاں فرمایئے۔ ارشاد فرمایا' اللہ کا ذکر سب اعمال سے افضل ہے۔ یہاں تک کہ جہاد سے بھی بہتر ہے''۔ (موطا امام مالک

---

(۱) یہ افضل اور بہتر ہے' لیکن اس میں اتنا مبالغہ بھی نہیں کرنا چاہیے کہ اس کے مقابلے میں دیگر اہم امور ترک ہو جائیں' یا اور مفاسد پیدا ہوں۔ ویسے اللہ کو یاد کرنے اور یاد رکھنے کے جو مفاہیم ہیں انہیں ذہن میں رکھنا چاہیے۔ (فاروقی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۱۱/۱' احمد ۱۹۵/۵' ترمذی الدعوات: باب ۵' منه ۵' ح ۳۳۷۷' ابن ماجه' الادب: باب فضل الذکر' ح ۳۷۹۰) صحیح مسلم میں حدیث ہے لَایَقْعُدُ قَوْمًا یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰئِکَةُ وَ غَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَ نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَةُ وَذَکَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ (مسلم' الذکر والدعاء: باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن و علی الذکر' ح ۲۷۰۰) "یعنی اللہ کا ذکر کرنے والے جہاں کہیں بیٹھ جاتے ہیں تو فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں۔ رحمت الٰہی ان پر چھا جاتی ہے اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے پاس والے ملائکہ سے کرتا ہے"۔ جامع ترمذی' سنن ابن ماجہ اور مسند احمد کی حدیث ہے' ایک مرتبہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سونے چاندی کے بارے میں بات چیت ہو رہی تھی۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَفْضَلُهٗ لِسَانٌ ذَاکِرٌ وَ قَلْبٌ شَاکِرٌ وَزَوْجَةٌ مُؤمِنَةٌ تُعِیْنُهٗ عَلٰی اِیْمَانِهٖ (احمد ۲۷۸/۵' ترمذی' تفسیر القرآن: باب و من سورۃ التوبۃ' ح ۳۰۹۴' ابن ماجه' النکاح: باب افضل النساء' ح ۱۸۵۶) "سب سے بہتر مال' ذاکر زبان' شاکر دل اور خیر خواہ بیوی ہے" بیہقی میں آپ کا یہ ارشاد ہے اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰهِ حَتّٰی یَقُوْلَ الْمُنَافِقُوْنَ اِنَّکُمْ مُرَآؤُنَ (الترغیب و الترهیب ۳۹۹/۲ بحواله طبرانی ۱۶۹/۱۲ والبیهقی) "یعنی تم اتنی کثرت سے اللہ کا ذکر کرو کہ منافقین تمہیں ریا کار کہنے لگیں"۔ جامع ترمذی کی حدیث ہے یعنی تم جنت کے باغوں میں سے گزرو تو میوہ خوری کر لیا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جنت کی میوہ خوری کیا ہے؟ فرمایا حِلَقُ الذِّکْرِ ذکر کے حلقے اور مجالس"۔ (ترمذی' الدعوات: باب ۸۲' ح ۳۵۱۰)

یہاں ذکر سے مراد عام ذکر ہے وہ خواہ زبان سے ہو یا دل سے۔ یا دونوں سے۔ خواہ قرآن مجید کی تلاوت ہو یا احادیث مبارکہ کی دعائیں ہوں۔

اللہ کا ذکر تو ہر حال میں بہت افضل ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے مگر جس شخص نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا ہو اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے ہوں اس کی نرالی ہی شان ہے۔ اس حدیث میں ایسے ہی بلند بخت شخص کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ اس نے تخلیہ اور علیحدگی میں ذکر الٰہی کیا۔ اور اللہ کے خوف اور محبت سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی آنکھوں سے آنسو نکلے۔ تخلیہ سے مراد علیحدگی ہے۔ علیحدگی میں ذکر کرنے کے بڑے فوائد ہیں (۱) نمود و نمائش کی گنجائش نہیں ہوتی۔ (۲) روحانی کیف و سرور زیادہ ہوتا ہے۔ (۳) اس سے طبیعت میں فخر و غرور پیدا نہیں ہوتا۔ آنسو خوف سے بھی نکلتے ہیں۔ آنسو خاص فضیلت رکھتے ہیں۔ سنن ابن ماجہ میں عبداللہ بن مسعودؓ سے مرفوعاً روایت ہے "کہ جب بندہ مومن کی آنکھوں سے کچھ آنسو اللہ کے خوف سے نکلیں اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہوں۔ اور اس کے چہرہ پر بہہ نکلیں اللہ تعالیٰ اس بندہ کو آگ پر حرام کر دیتا ہے"۔ (ابن ماجه' الزهد : باب الحزن و البكاء' ح ۴۱۹۷) حاکم اور ترغیب کی روایت ہے کہ جو شخص اللہ کو یاد کر کے اللہ کے خوف سے روئے تو قیامت کے روز اس پر عذاب نہیں ہو گا۔ (الترغيب والترهيب ۲۴۹/۲ بحواله طبرانی ۲۱۷/۱۹۔ ترمذی' فضائل الجهاد : باب ماجاء فی فضل الحرس فی سبیل اللّٰه' ح ۱۶۳۹ مختصراً) ترمذی میں اس آنکھ کا بھی ذکر ہے جو رات بھر پہرا دے۔ طبرانی کی روایت میں ہے ثَلٰثَةٌ لَا تَرٰى اَعْيُنُهُمُ النَّارَ' عَيْنٌ حَرَسَتْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَ عَيْنٌ كَفَّتْ مِنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ۔ یعنی تین قسم کی آنکھیں دوزخ کو نہیں دیکھیں گی' ایک وہ آنکھ جو رات بھر فی سبیل اللہ پہرا دے۔ دوسری وہ آنکھ جو صرف اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئے۔ تیسری وہ آنکھ جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو نہ دیکھے"۔

علامہ ابو شامہ رحمہ اللہ نے عرش الٰہی کے سایہ کے مستحق مذکورہ ساتوں افراد کو ایک نظم میں بہت خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔

و قَالَ النَّبِيُّ الْمُصْطَفٰى اِنَّ سَبْعَةً
يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ الْكَرِيْمُ بِظِلِّهٖ
مُحِبٌّ عَفِيْفٌ نَاشِئٌ مُتَصَدِّقٌ
وَبَاكٍ مُصَلٍّ وَالْاِمَامُ بِعَدْلِهٖ

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سات قسم کے لوگ ایسے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا۔ محبت کرنے والا' پاک دامن' اللہ کی عبادت میں اپنی جوانی کھپانے والا' اخلاص سے صدقہ دینے والا' اللہ کے خوف سے رونے والا' نمازی جس کا دل ہر وقت مسجد میں لٹکا ہوا ہو۔ منصف و عادل امام'۔

ان سات آدمیوں کے علاوہ بھی احادیث میں کافی لوگوں کا ذکر آیا ہے۔ جنہیں عرش الٰہی کے سائے میں جگہ دی جائے گی۔ اور وہ یہ ہیں:

(۱) جو اپنے تنگدست مقروض کو مہلت دیتا ہے۔ یا بالکل معاف کر دیتا ہے۔

(۲) وہ شخص جو مجاہد کی مدد کرتا ہے یا قرض دار کی تنگی میں مدد کرتا ہے۔ یا غلام مکاتب کی رہائی میں اس کی اعانت کرتا ہے۔

(۳) جس شخص نے کسی غازی کے لیے سایہ مثلاً سائبان یا خیمے کا انتظام کیا۔

(۴) وہ شخص جس نے تجارت میں صدق شعاری سے کام لیا۔

(۵) وہ شخص جو دشواریوں کے باوجود وضوء کی تکلیف اٹھاتا ہے۔

(۶) وہ شخص جو اندھیری رات میں چل کر مسجد میں پہنچتا رہا۔

(۷) وہ جو بھوکوں کو کھانا کھلاتا رہا۔

(۸) وہ شخص جو یتیم کی پرورش کرتا رہا۔

(۹) وہ آدمی جو بیوہ کی خدمت کرتا رہا۔

(۱۰) وہ شخص جو دوسروں کو حسن خلق سے ملتا رہا خواہ کوئی کافر ہو۔

(۱۱) وہ لوگ جو دوسروں کے لیے وہی فیصلہ پسند کرتے رہے جو اپنے لیے پسند کرتے ہیں۔

(۱۲) وہ شخص جو لوگوں کی خیر خواہی کرتا رہتا ہے۔

(۱۳) وہ شخص جس نے کسی مصیبت زدہ عورت کو تسلی دی۔

(۱۴) وہ شخص جو لوگوں کے ساتھ شفقت اور نرمی کرتا رہا۔

(۱۵) وہ جو صلہ رحمی کرتا رہا۔

(۱۶) وہ بیوہ عورت جو بچوں کی پرورش کی وجہ سے دوسرا نکاح نہیں کرتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۷) وہ شخص جو ہر وقت معیت خداوندی کا یقین رکھتا ہو۔

(۱۸) وہ شخص جو اللہ کے احترام کے لیے لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

(۱۹) وہ فاقہ کش جو اپنی فاقہ کشی لوگوں سے چھپاتا رہا۔

(۲۰) وہ لوگ جو قرآن مجید پڑھتے اور پڑھاتے رہے۔

(۲۱) وہ لوگ جو اللہ کے راستے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔

(۲۲) وہ خود دار لوگ جو کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔

(۲۳) وہ شخص جس نے حرام چیز کی طرف کبھی نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

(۲۴) وہ شخص جو سود سے ہمیشہ دامن کشاں رہا۔

(۲۵) ایماندار تاجر۔

(۲۶) جس نے خلق خدا کی پریشانی کی دور کیا۔

(۲۷) وہ جس نے مردہ سنت زندہ کی ہو۔

(۲۸) حضور اکرم ﷺ پر بکثرت درود پڑھنے والا۔

(۲۹) بیمار پرسی کرنے والا اور میت کے پیچھے چلنے والا۔

(۳۰) وہ جن کا اندر اور باہر صاف ستھرا ہو۔

(۳۱) وہ جو رب تعالیٰ کا شوق سے بکثرت ذکر کرتا ہو۔

(۳۲) وہ جو محارم الٰہی کی توہین کی وجہ سے سخت غضبناک ہوتا ہو۔

(۳۳) اللہ کی محبت میں فریفتہ ہونے والا۔

(۳۴) مساجد کو آباد کرنے والا اور سحری کے وقت انتظار کرنے والا۔

(۳۵) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا۔

(۳۶) لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دینے والا۔

(۳۷) حسد سے بچنے والا۔

(۳۸) چغل خوری اور ماں باپ کی نافرمانی سے بچنے والا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳۹) مجاہد شہید۔

(۴۰) اہل اسلام کے بچے یعنی مسلمانوں کے نابالغ بچے' جو چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو گئے۔

(ان میں سے کچھ کا ذکر فتح الباری ۲/۱۴۳ میں ہے۔) دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

***

﴿۱۲۸﴾

چند بد نصیب افراد

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنَّانٌ وَلَا عَاقٌّ وَلَا مُدْمِنُ الْخَمْرِ [۱]

ترجمہ "احسان جتانے والا' نافرمان اولاد' اور ہمیشہ شراب پینے والا بہشت میں داخل نہ ہوں گے"۔

تشریح ارشاد بالا میں جناب رسول اللہ ﷺ نے تین قسم کے اشخاص کو دوزخ کی وعید سنائی ہے:

اول : مَنَّانٌ : یعنی نیکی کرکے جتانے والا۔ عام لوگوں کی عادت یہ ہے کہ

---

(۱) نسائی' الاشربة' باب الروایة فی المدمنین فی الخمر ح ۵۶۷۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب وہ کسی کے ساتھ ذرا سا بھی اچھا برتاؤ کرتے ہیں یا معمولی طور پر کسی کے کام آتے ہیں تو پھر احسان جتاتے رہتے ہیں کہ ہم نے فلاں وقت تم سے نیکی کی تھی۔ تمہارا یہ کام کیا تھا۔ تمہیں فلاں چیز دی تھی۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ کو اس قدر ناپسند ہے کہ اس کی سزا عذاب دوزخ سے کم نہیں رکھی گئی۔ احسان جتانے میں بعض لوگ تو اس قدر بڑھے ہوئے ہیں کہ جب وہ کسی کو صدقہ یا خیرات دیتے ہیں تو اس کا بھی احسان جتا دیتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نصیحت فرمائی کہ:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى (سورة البقرة: ٢٦٤)

"اے ایمان والو! تم اپنے صدقہ خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا دے کر ضائع مت کرو"۔ جب تم احسان جتلاؤ گے تو اس کو تکلیف ہو گی اور یہی اللہ کو ناپسند ہے۔

اس ارشاد قرآنی سے ثابت ہوا کہ احسان جتانے والے کی تمام نیکیاں برباد ہوجاتی ہیں وہ دنیا میں بھی ذلیل ہوتا ہے اور آخرت میں بھی رسوائی پاتا ہے۔ دنیا میں بندوں کو ناراض کر کے اور آخرت میں رسوائی رب کو ناراض کر کے۔

دوم۔ **عَاقٌّ**: یعنی وہ اولاد ناہنجار جو والدین کی نافرمانیوں سے بے دخل اور محروم الارث (ورثہ سے محروم) ہو چکی ہو۔ اسلام نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ: بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (سورة البقرة: ٨٣) نیز فرمایا کہ ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ (سورة العنكبوت۔ ٨) ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی رضامندی باپ کی رضامندی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔ (ترمذی' البر والصلة' باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین ح ١٨٩٩)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ "بد نصیب وہ شخص ہے جو والدین کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر سکے۔ (مسلم' البر والصلة' باب رغم انف من ادرک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابویه او احدهما عند الکبر الخ ح ۲۵۵۱؛ پس جو اولاد مسلمان ہو کر والدین کی نافرمان ہوتی ہے' اور بجز مذہبی مداخلت کے انکا حکم نہیں مانتی وہ گنہگار ہے اور جس کو والدین عاق و بے دخل کر دیں تو وہ صریحاً دوزخ کی غذا بن جاتا ہے۔

عہد حاضر میں اکثر نوجوان والدین کی اطاعت نہیں کرتے' ان کے باپ بوڑھے ہو جائیں تو انہیں پائے حقارت سے ٹھکرا دیتے ہیں ایسے لوگ عذاب الیم کا موجب ہیں اور وہ قہر الٰہی سے کسی صورت بچ نہ سکیں گے۔ اگرچہ حضور ﷺ نے ماں باپ کو بھی محروم الارث کرنے سے روکا ہے مگر اولاد کو بھی اطاعت و فرمانبرداری کی تلقین فرمائی ہے اور نافرمانی کی سزا بتائی ہے۔

سوئم: مُدْمِنُ الْخَمْرِ یعنی وہ شخص جو ہر وقت نشلی اشیا کھا پی کر مخمور رہے۔ قرآن پاک نے شراب وغیرہ کو عمل شیطان گردانا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ (بخاری' المغازی' باب بعث ابی موسیٰ و معاذ الی الیمن ح ۴۳۴۳۔ مسلم' الاشربة' باب النهی عن الانتباذ فی المزفت الخ ح ۶۴/۹۷۷) اور فرمایا کہ ہر نشہ لانے والی چیز کا تھوڑا حصہ بھی حرام ہے' مگر ان احکام کے باوجود مسلمان ہیں کہ منشیات کو شیر مادر کی طرح ہضم کر جاتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ ان کا استعمال نہ صرف ان کے جسم کے لئے مضر و مہلک ہے بلکہ دردناک سزا کا موجب بھی ہے۔ وہ کون سا نشہ ہے جسے مسلمان استعمال نہیں کرتے؟ بھنگ وہ پیتے ہیں' افیون وہ کھاتے ہیں' چرس اور چنڈی کے کش وہ لگاتے ہیں' کوکین کو بلا دریغ استعمال میں لاتے ہیں۔ اگر حکومت امتناعی شراب کا حکم نافذ کرتی ہے تو اسے ڈاکٹری سرٹیفکیٹ یا غیر مسلموں کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے۔ اس میں بھی کامیابی نہیں ہوتی' تو شراب کا زہر یعنی روح الخمر (سپرٹ) پیا جاتا ہے اور یوں اللہ اور رسول مقبول ﷺ کے احکام سے روگردانی کر کے دنیا ہی میں دوزخ کی پیپ پینے اور آخرت میں شراب طہور سے محروم رہنے کی تیاری کی جاتی ہے۔ انا للہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القصہ! حدیث نبوی ﷺ مجموعی طور پر تین بہت بڑی برائیوں کی وعید سناتی ہے ان برائیوں کی جو بظاہر ہمیں معمولی نظر آتی ہیں لیکن باطن میں ان کے اندر جہنم کے انگارے پوشیدہ ہیں۔ پس ان سے بچنے کی سب سے بہتر اور مفید ترکیب یہی ہے کہ ہم احکام اسلام پر چلیں۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جو راستہ بتایا ہے اس پر گامزن ہوں۔ کتاب وسنت سے سرتابی نہ کریں۔ جس بات سے ہمیں قرآن و حدیث منع کرے اس سے رک جائیں۔ جس کی اجازت دے اسے اختیار کریں۔ اس تدبیر سے اللہ جل شانہ بھی ہم پر خوش ہوں گے جس کی بنا پر ہم جنت کے حقدار بن جائیں گے' اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

۱۲۹

تواضع وانکساری کی اہمیت

اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا یَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ وَلَا یَبْغِیْ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ[1]

ترجمہ "مجھے وحی ہوئی ہے کہ ایک دوسرے سے بتواضع پیش آیا کرو تا آنکہ کوئی شخص کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی کی بغاوت کرے"۔

(1) مسلم' الجنة' باب الصفات التی یعرف بها فی الدنیا اهل الجنة و اهل النار ح ۲۸۶۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح تواضع' عاجزی اور انکساری (جو فخر اور بغاوت کی ضد ہے) سے عبارت ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ فخر اور کبریائی' بغاوت اور سرکشی کو ناپسند کرتا ہے۔ اور عجز وانکساری تواضع اور فروتنی کو پسند کرتا ہے اس لئے ضروری تھا کہ آپ اپنی امت کو کبر و نخوت سے بچائیں اور انہیں عجز وانکساری کے آداب سکھائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں وہی لوگ نوازے جاتے ہیں جو عاجزی کرتے ہیں ایک دوسرے سے بتواضع پیش آتے ہیں۔ فروتنی اختیار کرتے ہیں اور فخر و مباہات وغیرہ سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں۔ سچ ہے ؎

عجز کو چھوڑ کے قوموں نے فقیری کی ہے
عجز سے بندہ مومن نے امیری کی ہے

یاد رکھیے انسانی خصائل میں سے عجز' تواضع' انکساری اور فروتنی بہترین خصائل سمجھے جاتے ہیں۔ اس لیے آنحضرت ﷺ جو معلم اخلاق تھے اور اخلاق جمیلہ کا مجموعہ تھے اور اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (سورۃ القلم : ۴) کے خطاب یگانہ سے نوازے جاتے تھے۔ اپنی امت کو ایسے ہی اخلاق سے آراستہ دیکھنا چاہتے تھے جو دنیا کے لیے نمونہ ہو اور اقوامِ عالم کے لیے سبق۔ اس لیے بذریعہ وحی آپ کو بتایا گیا کہ خود بھی فروتنی اختیار کیجئے اور امت کو بھی تواضع کی تعلیم دیجئے۔ جو اس کے برعکس قدم اٹھائے گا وہ آپ کی امت سے خارج کردیا جائے گا اور اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہو گا۔

کبر' نخوت اور غرور جسے ہم نے بہت ہی معمولی گناہ سمجھ رکھا ہے بلکہ بیشتر لوگ تو اسے گناہ سمجھتے ہی نہیں۔ حالانکہ یہ اکبر الکبائر (بہت بڑے گناہوں) میں شمار ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ تکبر کرنا اور اپنی بڑائی و کبریائی بیان کرنے سے شرک لازم آتا ہے اور اللہ تعالیٰ شرک کو کبھی گوارا نہیں کرتا۔ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَلْکِبْرِ یَاءُ رِدَائِیْ "تکبر اور بڑائی میری چادر ہے۔" (مسلم البر والصلۃ' باب تحریم الکبر ح ۲۶۲۰۔ ابو داؤد' اللباس' باب ماجاء فی الکبر ح ۴۰۹۰)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واللفظ لہ۔

یہ مثال کے طور پر فرمایا گیا ہے مطلب یہ کہ جس نے تکبر کیا اور اپنی بڑائی چاہی اس نے گویا میری چادر پر ہاتھ ڈالا یعنی میرا شریک بننے کی کوشش کی' میں اسے نجات دینا اور بخشنا تو رہا درکنار جنت کی ہوا تک نہ پہنچنے دوں گا۔

پس کبر و غرور سے بچو اور فخر و گھمنڈ کے قریب تک نہ جاؤ۔ وہ حسن و جمال پر ہو یا مال و دولت پر۔ وہ علم و فضل پر ہو یا زہد و تقویٰ پر۔ اہل و عیال پر ہو یا جاہ و حشم پر۔ حسب و نسب پر ہو یا عہدہ و کرسی پر۔ غرض کسی چیز پر بھی فخر کیا اور اس فخر میں آکر دوسروں کو حقیر اور ذلیل تصور کیا' تو بس سمجھ لیجئے مارے گئے۔ درگاہ الٰہی سے راندے گئے۔ اور سارے عمل برباد ہو گئے۔

؎ اے بشر! اے خاک کے پتلے! اتنا غرور؟
تیرے ہی ہم جنس اور پھر تو ہے ان سے نفور؟

تم اگر صحیح مسلمان ہو تو کبھی کسی کو حقیر اور ذلیل نہ سمجھو بلکہ جہاں تک ہو سکے عاجزی اور فروتنی اختیار کرو۔ یہ سب چیزیں جن پر ناز ہے اللہ کی دی ہوئی ہیں۔ یہ آج اگر تمہارے پاس ہیں تو کل کسی اور کے پاس ہوں گی ارشاد باری تعالیٰ ہے: تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ (سورۃ آل عمران : ١٤٠) ”حالت ایک سی نہیں رہتی دن ادلتے بدلتے رہتے ہیں“۔ یہ دنیا کی چیزیں آتی جاتی رہتی ہیں اس لئے ان پر فخر اور گھمنڈ کرنا کسی صورت روا نہیں ؎

دو دن کی زندگی پہ نہ اتنا اچھل کے چل
دنیا ہے چل چلاؤ کا رستہ سنبھل کے چل

انسان اگر سوچے تو وہ خود سمجھ سکتا ہے کہ اس ناپائیدار دنیا میں وہ کس چیز پر گھمنڈ کر رہا ہے۔ جب اپنی صحت اور طاقت اس کے قبضے میں نہیں ہے وہ ایک بیماری کے جھٹکے سے تباہ ہو سکتی ہے۔ دولت اور حکومت اس کے اختیار میں نہیں ہے وہ منٹوں میں چھن سکتی ہے۔ جاہ و حشم اس کے قبضے میں نہیں ہے وہ آج ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کل نہیں ہے۔ اور دنیا بھر میں کوئی ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے جس پر اسے پورا اقتدار حاصل ہو۔ تو پھر یہ اتنا مغرور اور نازاں کیوں ہے؟ اور کیوں دوسروں کو حقیر و ذلیل اور اپنے سے کمتر سمجھتا ہے۔ ذوق نے کیا خوب کہا ہے۔

؎ اس بے بسی پہ ذوقؔ بشر کا یہ حال ہے
کیا جانے کیا کرے؟ جو خدا اختیار دے

پس حضور ﷺ نے سچ فرمایا ہے کہ تواضع اور فروتنی و انکساری اختیار کرو۔ کبر و غرور اور فخر و مباہات سے بچو۔ ایک دوسرے کی بغاوت نہ کرو' چھوٹوں پر شفقت کرو' بڑوں کا ادب اور احترام ملحوظ رکھو' ماں باپ خویش و اقارب' حاکم و محکوم' یگانے و بیگانے سب کے پورے پورے حقوق ادا کرو' کسی کی حق تلفی کرنا' حقوق العباد کو بھول جانا اور شرعی حقوق ادا نہ کرنا بھی بغاوت ہے۔ اس لیے فرمایا کہ کوئی کسی کی بغاوت نہ کرے۔ یعنی دوسرے پر چڑھائی نہ کرے۔ بھائی بھائی کے حقوق ادا کرے' اولاد ماں باپ کے اور والدین اولاد کے حقوق پیش نظر رکھیں۔ میاں بیوی کے' بیوی میاں کے' استاد شاگرد کے' شاگرد استاد کے' راعی رعایا کے اور رعایا راعی کے حقوق ملحوظ خاطر رکھے۔ کوئی کسی کے حقوق نہ دبائے' نہ کسی کے جائز مفاد کو گزند پہنچائے۔ اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے' نہ ایک دوسرے پر آوازے کسے اس سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ کبر وغرور اور نخوت و بغاوت کے جراثیم پرورش پاتے ہیں۔ جب کبر و غرور جاتا رہے گا تو پھر دل میں فروتنی' عاجزی' انکساری اور تواضع خود بخود پیدا ہوگی اور اس خاکساری ہی سے اسے وہ کچھ حاصل ہو گا جو یہ چاہتا تھا۔

؎ خاکساری نے دکھائیں رفعتوں پہ رفعتیں
اس زمیں پہ واہ کیا کیا آسماں پیدا ہوئے

***

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۰

سرور انبیاء علیہ السلام کا عجز و انکسار

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي

ترجمہ ''میں بھی ایک بشر ہوں کبھی بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو''۔

تشریح اس حدیث میں جناب خیر البشر ﷺ نے اپنی بشریت و عبدیت کے حوالے سے اپنی بشری صفت نسیان یعنی بھول جانے کا اظہار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ جس طرح دوسرے لوگ انسان ہیں' آدمی ہیں' ابن آدم اور بشر ہیں اسی طرح میں بھی ایک بندہ بشر اور آدم زاد ہوں۔ جس طرح دوسروں سے بھول و چوک ہو جاتی ہے اسی طرح مجھ سے بھی ہو جاتی ہے کیونکہ یہ خاصہ انسان اور تقاضائے بشری ہے۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے احباب کو کھجور کے درختوں میں پیوند لگانے سے منع فرمایا نتیجہ یہ ہوا کہ دوسرے سال پھل بہت کم آیا۔ لوگوں نے عرض کی' اگر حضور ﷺ پیوند کرنے سے نہ روکتے تو پھل بدستور کافی مقدار میں نکلتا۔ آپ ﷺ

---

(۱) بخاری' الصلاة' باب التوجه نحو القبلة حيث كان ح ۴۰۱۔ مسلم' المساجد' باب السهو في الصلاة والسجود له ح ۵۷۲ واللفظ له۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا تم نے مجھے آ کر بتا دیا تھا کہ پیوند نہ کرنا نقصان دہ ہے۔ سنو' میں دین کے متعلق جو بات تمہیں بتاؤں تم اسکی اطاعت کرو' لیکن دنیا کے کسی معاملہ میں مجھے تجربہ نہ ہو تو تم اپنی رائے دے دیا کرو کہ میں بھی آخر بندہ اور انسان ہوں' (مسلم' الفضائل' باب وجوب امتثال ما قاله شرعا الخ ح ۲۳۶۲۔ ۲۳۶۱) اس حدیث میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بشریت کا ذکر فرمایا ہے۔

ایک مرتبہ کفار مکہ نے بہت سی اوٹ پٹانگ باتیں شروع کیں اور حضور ﷺ سے کہا ہم آپ کو جب نبی اور رسول تسلیم کریں گے کہ آپ ہمارے سامنے آسمان پر جائیں اور قرآن کو بندھی بندھائی جلد میں اپنے ساتھ لائیں۔ اس وقت وحی نازل ہوئی قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ سورۃ الکہف ۱۱۰ "آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں تمہاری مانند ایک آدمی اور انسان ہوں' فرق صرف یہ ہے کہ تم پر وحی نہیں آتی اور مجھ پر وحی آتی ہے۔ اور یہ کوئی معمولی فرق نہیں۔ بہت بڑا فرق ہے۔" مولانا الطاف حسین حالی مرحوم نے کیا خوب کہا ہے۔

ع نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم
کہ بے چارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے حق نے دی ہے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی اس کا ہوں اور ایلچی بھی [1]

اسی لیے کلمہ شریف اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ میں ہر مسلمان کو تاکید فرمائی گئی ہے کہ وہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان رکھتا ہے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا اسی طرح وہ اس بات پر بھی ایمان رکھے کہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَالثَّنَاءُ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر بھی ہیں اور اس کے بندے بھی ہیں۔

۱۔ یہاں ایلچی سے مراد پیامبر / رسول ہے۔ یعنی معبود حق اللہ معبود کا پیغام لوگوں تک پہنچانے والے اللہ کے محبوب بندے ہیں۔ (فاروقی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں سب اس کے آگے نبی سرفگندہ
اسی کا ہوں میں بھی رسول اور بندہ

اسی طرح حضور ﷺ فرماتے ہیں:

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَرْضَى كَمَا يَرْضَى الْبَشَرُ وَأَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ

(مسلم' البر والصلة' باب من لعنه النبي صلى الله عليه و سلم او سبه او دعا عليه الخ ح ٢٦٠٣)

"میں بھی تو ایک آدمی ہوں اسی طرح راضی ہوتا ہوں جس طرح انسان راضی ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح غصے میں آتا ہوں جس طرح انسان غصہ میں آتے ہیں"۔

مگر قرآن و حدیث کے ان ارشادات کے باوصف مسلمانوں کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی بشریت اور عبدیت سے انکاری ہے۔ یہ گروہ حضور ﷺ کو بندہ' آدمی' انسان اور آدم زاد نہیں مانتا حضور ﷺ کو نعوذ باللہ' اللہ میں سے اور جنس نور سے مانتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ آپ ﷺ اوپر سے بشر ہیں مگر اندر سے نور مجسم ہیں۔ یعنی آپ لباس بشر میں سراپائے نور ہیں۔ وہ اس طرح کے گورکھ دھندے اور ناروا باتیں کر کے سمجھتا ہے کہ یہ صحیح عقائد ہیں۔ وہ آپ ﷺ کو اوصاف الہیہ سے متصف جانتا ہے۔ احمد اور احد میں کوئی فرق نہیں کرتا۔ جس طرح ہندو اپنے رام اور کرشن ایسے رشیوں اور منیوں کو اوتار (اللہ کا سایہ) سمجھتے ہیں اسی طرح یہ گروہ بھی حضور ﷺ کو "ظل اللہ" سمجھتا ہے اور جس طرح عیسائیوں نے اپنے پیغمبر مسیح بن مریم علیہ السلام کو اللہ اور اللہ کا بیٹا مان لیا ہے اسی طرح اس گروہ نے بھی آنحضرت ﷺ کو الوہیت کا درجہ دے رکھا ہے۔ حالانکہ ایسے غلو سے حضور ﷺ نے اپنی امت کو منع فرمایا تھا کہ تم نصاریٰ کی طرح دھوکا کھا کر مجھے میری حد سے نہ بڑھا دینا (بخاری' احادیث الانبیاء' باب قول اللہ تعالی واذکر فی الکتاب مریم ... ح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[illegible] نہ میری قبر کو پوجنا، نہ مجھے مرتبہ الوہیت دینا، مگر یہ جماعت اس سے باز نہیں آتی، بالفاظ صحیح یوں کہنا چاہیے کہ یہ جماعت حضور ﷺ کی بشریت و عبدیت ہی سے انکار نہیں کرتی، قرآن اور حدیث سے بھی انکار کرتی ہے اور کتاب و سنت کے احکام سے صریح خلاف چل کر موہوم اور خود تراشیدہ باتوں میں مبتلا ہو رہی ہے۔

* * *

۱۳۱

مُردوں کو برا کہنے کی مذمت

لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّهُمْ اَفْضَوْا اِلٰى مَا قَدَّمُوْا[1]

ترجمہ: ”تم مردوں کو برائی سے یاد نہ کیا کرو کیونکہ وہ تو اپنے اعمال کے مطابق جہاں پہنچنا تھا پہنچ چکے“۔

تشریح: مشکوٰۃ المصابیح میں ہے کہ ایک روز ایک جنازہ نکلا تو صحابہ کرام ؓ نے اس کی تعریف فرمائی، پھر دوسرا جنازہ نکلا تو چند لوگوں نے اس کی برائی کی۔ تب آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) البخاری، الجنائز، باب ما ینہی من سب الاموات ح ۱۳۹۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَنْ اَثْنَیْتُمْ عَلَیْهِ خَیْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ اَثْنَیْتُمْ عَلَیْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ (بخاری' الجنائز' باب ثناء الناس علی المیت ح ١٣٦٧۔ مسلم' الجنائز' باب فیمن یثنی علیه خیر او شر من الموتی ح ٩٤٩ واللفظ له)

"جس کو تم نے اچھا کہا اس پر جنت واجب ہوگئی اور جس کو تم نے برائی سے یاد کیا وہ دوزخ میں داخل ہوا"۔

اسی طرح ابوداؤد اور ترمذی میں حدیث آئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنے فوت شدگان کی نیکیاں بیان کیا کرو' اور ان کی برائیاں بیان کرنے سے باز رہو کیونکہ اب اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ (ابوداؤد' الادب' باب النهی عن سب الموتی ح ٤٩٠٠۔ ترمذی' الجنائز' باب ٣٤' ح ١٠١٩)

آنحضرت ﷺ کے ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ چاہے کسی شخص سے دشمنی ہی کیوں نہ ہو جب وہ فوت ہوجائے تو اس کی بدیاں اور برائیاں نہیں گنوانا چاہئیں اور ہمیشہ اس کو اچھے الفاظ میں یاد کرنا چاہیے کیوں کہ عام اور اکثر لوگوں کی رائے بھی ایک وزن رکھتی ہے۔ لوگوں کا برا تبصرہ میت کے حق میں نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ مشہور مقولہ ہے "زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو۔" عام طور پر دستور ہے جب کوئی برا آدمی مرجاتا ہے یا کوئی دشمن اور مخالف فوت ہوجاتا ہے تو اس کی برائیاں بیان کی جاتی ہیں کہ وہ ایسا تھا ویسا تھا یہ طریق اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ناپسند ہے۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔

فوت ہونے والے کی برائی کرنا جائز نہیں۔ بلکہ حرام اور ممنوع ہے۔ مرحوم کے عیب بیان کرنے سے اس کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ کیونکہ انہوں نے جہاں پہنچنا تھا پہنچ چکے جو لوگ انکا برا ذکر کرتے ہیں ان کا اپنا نقصان ہے۔ پہلا نقصان یہی کہ وہ اللہ اور رسول ﷺ کے نافرمان قرار پاتے ہیں۔ دوسرا نقصان یہ ہے کہ مرحومین کے عزیزان کی نگاہ میں اس کا رتبہ گر جائے گا۔ بلکہ لڑائی جھگڑے کا قوی امکان ہے۔ اسے کہتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں نیکی برباد گناہ لازم۔

ایک حدیث میں ہے کہ اگر لوگ کسی برے شخص کی تعریف کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کردے گا۔ (الترغیب والترھیب ج ۴۴۲ بحوالہ البزار (کشف الاستار) ۸۰۹ ج ۱۶۵) پس مسلمانوں کو تنگ دل اور کینہ پرور نہ بننا چاہیے جہاں تک ہو سکے فراخدلی سے کام لینا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ رسول کریم علیہ التسلیم نے ان لوگوں کے بھی جنازے پڑھے اور ان کے لیے بھی مغفرت کی دعائیں مانگیں جو آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو سخت تکلیفیں دیتے رہے۔ ہمیں بھی اس باب میں حضور ﷺ ہی کی پیروی کرنا چاہیے اور حضور کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔

جب عام فوت شدہ مسلمانوں کو برا بھلا کہنے کی اجازت نہیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب و شتم کی اجازت کیونکر ہو سکتی ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا کہنا اور برا ہے کیونکہ اللہ نے ان کی تعریف فرمائی۔ اور ان کے گناہ معاف کر کے انہیں اپنی رضا کی نوید سنائی۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں نام لے لے کر جنت کی بشارت سے فیض کام کیا۔ اہل اسلام کو ہمیشہ اصحاب محمد ﷺ کا عزت سے نام لینا چاہیے اور دل میں ان کے بارے میں بیر رکھنا اور زبان سے ان پر تیر و نشتر چلانا سخت ممنوع اور حرام ہے۔ جو لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں بغض و عناد رکھتے ہیں اور ان کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں انہیں اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ اور اپنی فکر میں تبدیلی پیدا کرنی چاہیے۔

***

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۲

ہاتھ کی کمائی کی فضیلت

"مَا اَکَلَ اَحَدٌ طَعَامًا خَیْرًا مِنْ اَنْ یَّاْکُلَ مِنْ عَمَلِ یَدِہٖ وَاِنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ دَاوُدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَ یَاْکُلُ مِنْ عَمَلِ یَدِہٖ"

ترجمہ "نہیں کھایا کسی نے کھانا بہتر اس سے کہ کھائے اپنے ہاتھ کی کمائی سے۔ اور بے شک داؤد نبی علیہ السلام کھاتے تھے کھانا اپنے ہاتھ کی کمائی سے"۔

تشریح اس ارشاد مبارک میں اہل اسلام کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ جس طرح حضرت داؤد علیہ السلام محنت و مشقت کر کے کھاتے تھے اور جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ نے تجارت و زراعت' صنعت وحرفت وغیرہ سے اپنا اور اپنی بیوی بچوں کا پیٹ پالا ہے اسی طرح ہر مسلمان کو کوئی نہ کوئی کاروبار کرنا چاہیے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب تک مسلمانوں نے اس فرمان نبوی پر عمل کیا ان کے گھر مال و دولت سے بھرپور رہے اور زر و جواہر نے ان کے قدم چومے۔ لیکن جونہی انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے منہ موڑا' وہ راحت طلب اور تن

---

(۱) بخاری' البیوع' باب کسب الرجل و عملہ بیدہ ح ۲۰۷۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسان ہوگئے۔ بے کار و نادار اور قلاش ہوگئے۔ آج ان کی یہ حالت ہے کہ کام سے جی چرانے کی وجہ سے نان شبینہ کے محتاج ہیں۔ ہر طرف نکبت و ادبار کا دور دورہ ہے۔ کمانے والا ایک 'کھانے والے دس بیس ہیں۔ حرام کمائیوں پر نظر ہے اگر کوئی کام کرتے بھی ہیں تو وہ کرتے ہیں جس کی قرآن و حدیث میں ممانعت ہے اور اللہ اور رسول کو ناپسند ہے۔ کوئی گانے بجانے اور ناچنے میں مصروف ہے' کوئی فلم ایکٹر ہے' اور کوئی تھیٹر میں ملازم ہے اگر کوئی کاروبار بھی کرتا ہے تو اس میں دھوکہ فریب سے کام لیتا ہے۔ ہاتھ پاؤں ہلانا باعث ننگ و عار ہے' محنت مشقت سے ناک کٹتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حلال کی کمائی نزدیک نہ آئے حالانکہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

طَلَبُ الْحَلَالِ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ الترغیب و الترہیب ٢/٥٤٦ بحوالہ طبرانی فی الاوسط ٩/ ٢٧٤-٢٧٩ ح ٨٦٠٥.

نیز ارشاد فرمایا:

طَلَبُ کَسْبِ الْحَلَالِ فَرِیْضَۃٌ مِنْ بَعْدِ الْفَرِیْضَۃِ طبرانی فی الکبیر ١٠/ ٩٠ بیہقی فی السنن الکبری ٦/ ١٢٨ شعب الایمان للبیہقی ٦/ ٤٢٠ ح ٨٧٤١ واللفظ لہ

پس ہر مسلمان کو حلال کی کمائی اور ہاتھ کی کمائی کھانی چاہیے حرام ذرائع سے روپیہ کمانا یا دوسروں کے ٹکڑوں پر بیٹھے رہنا شریعت میں منع ہے۔ افسوس! اس وقت ہمارے ملک میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں نوجوان بے کار بیٹھے ہیں۔ عام لوگ چھوٹے موٹے کاموں کو اپنے لیے باعث ذلت و عار سمجھتے ہیں۔ جبکہ چھوٹے موٹے کام باعث ذلت نہیں بلکہ باعث عزت و افتخار ہوتے ہیں۔ خصوصا ایسے کام جن میں خوب تگ و دو اور محنت کرنا پڑے۔ بہت بابرکت ہوتے ہیں۔ محنتی لوگ اللہ تعالی کی بارگاہ میں محبوب ہوتے ہیں۔ مشہور حدیث ہے اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ "یعنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے ہاتھ سے محنت کرنے والا اللہ کا پیارا ہے"۔ اور وہ افراد جو دوسروں کے سہارے پر بیٹھ رہتے ہیں نہ صرف یہ کہ وہ غیرت سے عاری ہیں بلکہ قومی مجرم بھی ہیں۔ تف ہے اس اولاد پر کہ باپ محنت کی زندگی بسر کر رہا ہو مگر وہ گلچھرے اڑا رہی ہو۔ ایسے نالائق نوجوانوں نے ملت کے گراف کو نیچے گرا دیا۔ یورپ اور دیگر ممالک جو ترقی کر رہے ہیں اس کا بڑا سبب یہی ہے کہ وہ لوگ کسی کام کو عار نہیں سمجھتے اور سب لوگ مصروف کار ہوتے ہیں۔ اسلام نے محنت و مشقت اور مصروف رہنے کا جو درس ہمیں دیا ہے وہ دوسری قوموں نے اپنا لیا ہے۔ اور ہم بمصداق "بیکار وزو یا بیمار" جرائم پیشہ بن کر رہ گئے ہیں یا بیماری کی آغوش میں پہنچ چکے ہیں۔

حالی مرحوم نے کیا خوب کہا

چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

۱۳۴

قحط کسے کہتے ہیں؟

لَيْسَتِ السَّنَةُ بِاَنْ لَا تُمْطَرُوْا وَلٰكِنِ السَّنَةُ اَنْ تُمْطَرُوْا وَ تُمْطَرُوْا وَلَا تُنْبِتُ الْاَرْضُ شَيْئًا (1)

---

(1) مسلم، الفتن، باب فی سکنی المدینة و عمارتها قبل الساعة ح ۲۹۰۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ "جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ قحط اس کا نام نہیں' کہ بارش کا برسنا موقوف ہو جائے بلکہ قحط یہ ہے مینہ برسے اور خوب برسے' مگر اس کے باوجود زمین سے ایک شگوفہ بھی نہ پھوٹے"۔

تشریح جب بھی قحط پڑتا ہے تو عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ چونکہ اس دفعہ بارشیں نہیں ہوئیں یا وقت پر مینہ نہیں برسا اس لئے فصل کی کمی کے سبب قحط پڑ گیا ہے اور خشک سالی نے اناج اور چارے وغیرہ کا توڑا پیدا کر دیا ہے۔
لیکن جناب رسول اکرم ﷺ اس خیال کو نادرست قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قحط محض اس وجہ سے نہیں پڑتا کہ بارش نہ ہو یا کم ہو بلکہ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ گھٹائیں جھوم جھوم کر آتی ہیں بادلوں کے لکے زمین کو سیراب کر کے چلے جاتے ہیں اور ابر سیاہ نے کشت خیاباں کو جھیلوں اور تالابوں کی شکل دے دی ہوتی ہے مگر اس قدر بارش ہونے کے باوصف نہ گھاس پھوٹتی ہے نہ دانے اگتے ہیں۔ کھیت فصلوں سے محروم رہتے ہیں اور لوگ روٹی کے ایک ایک ٹکڑے کے محتاج نظر آتے ہیں۔
حضور مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد گرامی کسی ظن و قیاس پر مبنی نہیں بلکہ اپنے اندر ایک حقیقت اور ایک صداقت رکھتا ہے اور اکثر اوقات اس کی تصدیق و توثیق ہو چکی ہے اور ہو رہی ہے۔ دور جانے کی ضرورت نہیں اپنے یہاں کے موجودہ حالات ہی دیکھئے وہ حالات جو ابھی آپ کے سامنے ہیں۔ کہ ایک دفعہ موسم سرما کے آغاز میں بارشیں شروع ہو گئیں اور نومبر دسمبر میں ہی ان کا آغاز ہو گیا اس وقت گیہوں وغیرہ کی بوائی تازہ تازہ ہوئی تھی جب ایک دو بارشیں ہوئیں تو لوگوں نے اسے فصل ربیع کے لیے نیک فال سمجھا اور خیال کیا کہ بارش چونکہ عین موقع پر ہوئی ہے اس لیے اب کے پیداوار خوب ہوگی اور گندم' جو' چنے وغیرہ کی اس قدر افراط ہوگی کہ وہ کھلیانوں میں سما نہ سکیں گے۔ لیکن ہوا یہ کہ لگے متواتر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مینہ برسنے' کوئی دن خالی نہ جاتا جبکہ بارش اور موسلادھار بارش پانی کی ندیاں نہ بہا دیتی ہو۔ اللہ کی قدرت نومبر سے لے کر فروری مارچ تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ نہ صرف پاکستان میں بلکہ دنیا کے اکثر ممالک میں گھن گرج کے ساتھ بادل آتے اور جھوم جھوم کر برستے رہے۔ آخر عالمی محکمہ موسمیات نے اعلان کیا کہ اس دفعہ سرمائی بارشوں نے تمام پچھلا ریکارڈ توڑ دیا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی اعلان کر دیا گیا کہ متواتر بارشوں نے فصل ربیع کا بہت نقصان کیا ہے اور گیہوں وغیرہ کی پیداوار کا جو تخمینہ لگایا گیا تھا وہ غلط ثابت ہوا ہے' اس دفعہ اناج بہت کم پیدا ہو گا اور غذائی حالت مجموعی طور پر کمزور رہے گی۔ اب دیکھ لیجئے کہ پاکستان میں فصل کی کٹائی ہوئی تو مالک اور مزارع رونے لگے کیونکہ جہاں سینکڑوں من اناج نکلنے کی توقع تھی وہاں دس بیس من بھی نہ نکلا اور کثرت باراں کے باوجود دانہ بہت کم برآمد ہوا۔

فرمائیے! کیا یہ اور اس قسم کے دوسرے واقعات ارشاد رسول اللہ ﷺ کی توثیق نہیں کرتے؟ اور بزبان خود صدق اللہ و صدق رسولہ کا نعرہ نہیں لگاتے؟

رہا یہ سوال کہ بارش ہونے کے باوجود کال کیوں پڑتا ہے اور انسان قحط و افلاس کا شکار کیوں ہو جاتا ہے؟ سو اس سوال کا جواب خود انسان کے دل ودماغ اور اس کی نیتوں میں موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ جب گناہوں اور جرائم کی بھرمار ہوتی ہے جب دنیوی زندگی عاقبت نااندیش انسانوں کے طرز عمل سے دوزخ کا نمونہ بن جاتی ہے۔ جب سیاہ کاریاں اور بدکرداریاں غالب آجاتی ہیں' اور جب شیاطین کی پوجا پاٹ شروع ہو جاتی ہے تو لوگوں کو ان کے کیے دھرے کی سزا دنیا میں بھی مل جاتی ہے' جس کی ایک صورت یہ ہے کہ کمائی میں برکت نہیں رہتی' فصل بوتے ہیں تو اگتی نہیں' اگتی ہے تو کمزور ہوتی ہے خوشوں میں دانہ مفقود یا کمزور ہوتا ہے' پھر انسان کی بدعملیاں بے زبان جانوروں کو بھی سزا دلواتی ہیں کہ چارہ پیدا نہیں ہوتا' گھاس سڑ جاتی ہے اور وہ غریب مریل ہو جاتے یا ہلاک ہو جاتے ہیں اور ان کی ہلاکت بھی دراصل انسانوں کا ہی نقصان ہے۔ یہ بات محض کھیتی باڑی سے مخصوص نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے وسائل معاش میں بھی بہت کچھ ہوتا ہے کہ تجارت یا ملازمت کرتے ہیں۔ آمدنی بھی معقول ہے۔ مگر پوری نہیں پڑتی۔ اور کوئی نہ کوئی تکلیف ایسی آپہنچتی ہے کہ مصارف بہت بڑھ جاتے ہیں اور آمدنی صفر رہ جاتی ہے اور آدمی روتا ہی رہتا ہے۔ یہ دراصل اللہ کا قہر اور غضب ہوتا ہے یہ ایک مستقل عذاب ہوتا ہے جو نافرمان بندوں پر مسلط کردیا جاتا ہے۔

لیکن حیف صد حیف! کہ انجام سے بے خبر لوگ اتنی سزا پاکر بھی اپنے مالک کے آگے نہیں جھکتے' گناہوں کی معافی نہیں مانگتے اور نیک بننے کا عہد نہیں کرتے۔

کاش! کہ وہ کسی وقت تو اصلاح اعمال کی طرف متوجہ ہوں اور دینی و دنیوی مصائب سے چھٹکارا پائیں۔ اگر وہ سیاہ کاریاں اور بد اعمالیاں ترک کر کے توبہ و استغفار کریں تو ان کے لیے بہت اچھا ہو۔

***

﴿۱۳۴﴾

نماز باجماعت کی فضیلت

صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ اَحَدِكُمْ وَحْدَهُ بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِيْنَ جُزْءًا[1]

---

(1) بخاری' الاذان' باب فضل صلاۃ الجماعۃ ح ٦٤٥۔ مسلم المساجد' باب فضل صلاۃ الجماعۃ ح ٦٥٠ واللفظ له۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: "باجماعت نماز کا ثواب تنہا نماز پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ہے"۔

تشریح جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے فضائل و محاسن کوئی ڈھکے چھپے نہیں' جناب شارع علیہ السلام نے بہت زور دیا اور تاکید فرمائی ہے کہ مسلمان فرض نماز مسجد میں جماعت سے پڑھیں اکیلے نہ پڑھیں' کسی مسلمان کو بلا عذر شرعی یہ اجازت نہیں دی گئی کہ وہ تنہائی میں نماز پڑھے اور مسجد میں نماز باجماعت ادا کرکے ثواب سے محروم رہ جائے۔

اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کی انفرادیت کو پسند نہیں کیا اللہ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتماع المسلمین کو پسند فرمایا ہے' یہی نہیں کہ نماز کے لئے بلکہ ہر کام کے لیے اسی بات پر زور دیا گیا ہے کہ مسلمان مل جل کر ایک ساتھ اور اکٹھے رہیں' جماعت کی صورت میں رہیں اس سے متعدد قسم کے بیش قیمت دینی و دنیوی فوائد حاصل ہوں گے۔ اور وہ ایسے منافع سے متمتع ہوں گے جو ان سے پیشتر کسی اور ملت کو نہیں مل سکے۔

سب سے پہلی چیز مساوات ہے جو امت محمدیہ کے علاوہ کسی دوسری امت کو تفویض نہیں ہوئی۔ اور اگر ہوئی بھی تو اس امت نے اس پر عمل نہیں کیا۔ اسلام ہی وہ عالمگیر دین ہے جو ایک ہی صف میں شاہ و گدا' امیر و غریب' غنی و محتاج کو لا بٹھاتا ہے اور نماز باجماعت اسلامی مساوات کو اجاگر کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔

پھر اسلامی اخوت کو دیکھئے کہ یہ نعمت عظمیٰ بھی مسلمانوں کے سوا کسی اور کو نہیں دی گئی۔ اللہ جل شانہ نے خونخوار اور فسادیوں کے دلوں میں الفت ڈال دی اور اسلام کی آغوش میں آکر وہ سگے بھائیوں کی طرح بن گئے۔ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہوگئے بلکہ ایک دوسرے کی جائداد اور ملکیت تک کے حصہ دار بن گئے۔ مگر یہ اخوت اس وقت تک منظر عام پر نہیں آسکتی جب تک جماعت سے نماز نہ ادا کی جائے۔ وہ نظارہ کیسا ایمان افروز اور روح پرور ہوتا ہے جب بارگاہ الٰہی میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سر بسجود ہونے کے لیے ایک ہی قطار میں سلطان ذی جاہ اور غریب بے کلاہ' حاکم و فرمانروا اور مفلس بے نوا کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔

علامہ اقبال مرحوم نے اسلامی مساوات اور نماز باجماعت کا منظر خوب پیش کیا ہے۔

ے آگیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز
قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قوم حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے ہمارے اسلاف نماز باجماعت ادا کرنے کے کس قدر پابند تھے۔ وہ تو جیسے بھی بن پڑتا بیماری یا نقاہت و کمزوری' غرض ہر حالت میں گرتے پڑتے لاٹھی ٹیکتے دیواروں کا سہارا لیتے مسجد میں پہنچ جاتے اور باجماعت نماز پڑھتے۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارکہ پڑھئے تو معلوم ہو گا کہ حضور ﷺ جب مرض الموت میں مبتلا تھے اور بیماری کی شدت اور ضعف نے آپ ﷺ کو چلنے پھرنے سے معذور کر دیا تھا تو اسی حالت میں بھی آنحضرت ﷺ نے آدمیوں کا سہارا لے کر مسجد میں جلوہ فرمایا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ کر باجماعت نماز ادا فرمائی۔ بخاری' الاذان' باب حد المریض ان یشھد الجماعۃ' ج ۱۶۴' مسلم' الصلاۃ' باب استخلاف الامام اذا عرض لہ عذر' ج ۳۱۸۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم' تابعین' تبع تابعین' ائمہ امت' صالحین ملت رحمہم اللہ کا بھی یہی دستور اور یہی معمول رہا کہ جیسے بھی ممکن ہوتا ضرور مسجد میں پہنچتے اور نماز باجماعت ادا کرتے۔

لیکن ہم مسلمان جو متاخرین ہیں کوئی کام بھی متقدمین کے مطابق نہیں کرتے' یہاں تک کہ ہمارے لئے مسجد میں جانا بھی دوبھر ہے' جماعت سے نماز پڑھنا کٹھن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے' اول تو ہم نماز کے پابند نہیں ہیں اور اگر کبھی پڑھتے بھی ہیں تو الگ تھلگ اکیلے' تنہا گھر کی چار دیواری اور بند کوٹھڑی میں' تاکہ ہماری نماز کو ہوا نہ لگ جائے اور کوئی دیکھ کر یہ نہ کہہ دے کہ "اوہو یہ بھی نماز پڑھتا ہے؟"

پھر بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ مسجد کی نماز باجماعت ایک دکھاوے کی نماز ہے' اصل نماز وہ ہے جو تنہائی میں پڑھی جائے اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو کہ فلاں شخص نماز پڑھتا اور عبادت کرتا ہے۔ یہ بھی عجیب دلیل ہے کہ ایک شخص نماز پڑھے لیکن گھر میں پڑھنے کی وجہ سے لوگوں میں یہی مشہور ہو کہ بے نماز اور تارک الصلوۃ ہے۔ علاوہ بریں یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ ایک ہی جماعت اور ایک ہی مسلک کے آدمیوں میں ذرا سا فروعی ذاتی یا کسی اور قسم کا اختلاف ہو جاتا ہے تو مسجد میں آنا اور جماعت سے نماز پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں' یہ بہت بری بات ہے اللہ اور اس کا رسول تو کہتے ہیں کہ صلح و صفائی پیار و محبت سے رہو' اور اگر اختلاف بھی ہو تو مسجد اور جماعت تو نہ چھوڑو' مگر یہاں گھر کا اور ادھر ادھر کا غصہ مسجد اور جماعت پر نکالا جاتا ہے' جو مسلمان کی زندگی کے لیے بے حد مضر و مہلک ہے۔ بعض لوگ مسجد میں آتے ہی لاپرواہی سے جوتا چوری کروا بیٹھتے ہیں' یہ نزلہ بھی مسجد پر گرتا ہے کہ مسجد میں جانے سے جوتا چوری ہو گیا اگر مسجد میں نہ جاتے تو جوتا چوری نہ ہوتا۔ یاد رکھئے۔ ایسی باتیں کہنے سے اللہ یا اللہ کے گھر کا تو کچھ نہیں بگڑے گا' مگر ان کے پلے کچھ نہیں رہے گا۔ مذکورہ حدیث میں باجماعت نماز ادا کرنے کو بہت اہمیت دی گئی ہے کیونکہ باجماعت نماز ادا کرنے میں جو فوائد ہیں وہ اکیلے نماز ادا کرنے سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتے۔ وہ فوائد مختصراً حسب ذیل ہیں:

پہلا فائدہ:

مسلمان ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ جس سے اسلامی شوکت اور ملی یگانگت کا روح پرور مظاہرہ ہوتا ہے۔ بسا اوقات لوگ نماز باجماعت کا پرشکوہ منظر دیکھ کر اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ایسی متعدد مثالیں موجود ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا فائدہ:

مسجد میں خوبصورت اور ایمان افروز ماحول ہوتا ہے جس میں عبادت کا خاص لطف نصیب ہوتا ہے۔ نماز باجماعت اتحاد ملی کی بہتر مظہر ہے اس لیے دشمن بھی مرعوب ہوتا ہے اور اللہ کی رحمت بھی برستی ہے۔

تیسرا فائدہ:

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو یوں اکٹھا دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں اور انھیں بے پناہ ثواب عطا فرماتے ہیں اور ان کے بہت سے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

چوتھا فائدہ:

نماز باجماعت میں حکم ہے کہ ہر نمازی دوسرے کے پاؤں کے ساتھ پاؤں اور کندھے کے ساتھ کندھا ملائے۔ اس طرح باہم مل کر کھڑے ہونے سے کدورتیں دور ہوتی ہیں۔

پانچواں فائدہ:

روزانہ پانچ بار آپس میں ملاقات اور تبادلہ خیال ہونے سے یگانگی ختم ہوتی ہے۔ باہم رابطہ رہتا ہے اور ایک دوسرے کے حالات کی خبر رہتی ہے۔ اگر کوئی بیمار ہو تو فوراً اس کا پتہ چلتا ہے۔

چھٹا فائدہ:

آدمی کا روزانہ پانچ وقت اپنے مالک سے رشتہ عبودیت استوار رہتا ہے۔ جس کے بہت فوائد ہیں۔ مثلاً ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ اللہ سے گہرا تعلق رہتا ہے۔ پانچ وقت دعا کرنے سے دلی سکون حاصل ہوتا ہے۔

ساتواں فائدہ:

آدمی کی زندگی منضبط اور پنکچوئل (Punctual) ہو جاتی ہے۔ اس طرح دیگر کام بھی بڑے نظم و ضبط اور قرینہ و وقار سے سرانجام دینے کی عادت ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا آدمی معاشرہ میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

آٹھواں فائدہ:

ایک دوسرے کے طریقہ نماز کو برداشت کر کے مذہبی اختلافات کی خلیج کم ہوتی ہے۔ ضد' حسد تعصب اور بغض باطنی میں خاطر خواہ فرق پڑ جاتا ہے۔ علاوہ ازیں صبر و تحمل اور برداشت کی عادت پڑتی ہے۔

نواں فائدہ:

اس مکینیکل اور ٹیکنیکل دور میں پابندی وقت ضروری ہے۔ نماز اسی پابندی وقت کی عادت ڈالتی ہے۔ جو بہت اچھی عادت ہے۔ اس میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ کیونکہ جو لوگ وقت کا خیال نہیں رکھتے۔ وقت ان کا خیال نہیں رکھتا۔

دسواں فائدہ:

مساجد میں عموماً درس قرآن ہوتا ہے جس کے سننے سے ایکسٹرا (زائد) ثواب بھی ملتا ہے اور علم میں خاطر خواہ اضافہ بھی ہوتا ہے۔ علم حاصل کرنا بھی فرض ہے۔ اسی بہانے وہ فریضہ ادا ہو جاتا ہے۔

گیارھواں فائدہ:

نماز باجماعت ایک امام / امیر کی قیادت میں کام کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے اور امیر کی اطاعت کی تعلیم دیتی ہے۔ وہ قوم جو امام (امیر) کی اطاعت کی خوگر ہو جاتی ہے وہ کبھی ناکام نہیں ہوتی۔

بارھواں فائدہ:

نماز باجماعت مساوات کی عملاً ٹریننگ ہے۔ اس میں سب برابر کھڑے ہوتے ہیں۔ کسی کو کسی پر بڑائی کا موقع نہیں ملتا۔ اس طرح کبر و غرور کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

تیرھواں فائدہ:

نماز باجماعت ہلکی پھلکی ورزش ہے اور نماز کے لیے جو وضوء کیا جاتا ہے وہ نشاط

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدن کا بہترین ذریعہ ہے۔ گویا نماز روحانی و جسمانی دونوں قویٰ کی بالیدگی کا باعث ہے۔ جس سے صحت پر خوشگوار اثر پڑتا ہے۔ اور چہرہ کیف و سرور سے چمک اٹھتا ہے۔

چودھواں فائدہ:

انسان کو اپنی عظمت و مقام کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔ کہ میں ایک رب کا غلام ہوں۔ مجھے اسی کے آگے جھکنا اور اسی سے استغاثہ و استعانت کرنی چاہیے۔ یعنی نماز خود آگاہی کے ساتھ خدا آگاہی بھی سکھاتی ہے۔

پندرھواں فائدہ:

آدمی ذکر و فکر کی تکمیل کر کے دارین کی برکات اور سعادتوں کا حقدار بن جاتا ہے۔

سولھواں فائدہ:

غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کی اس عبادت (نماز) میں کل مخلوقات کی عبادات کی ہیئات کو جمع کر دیا گیا ہے۔ یعنی قیام' قعود' رکوع اور سجدہ۔ اس طرح نمازی کو اس عبادت کی افضلیت سے اپنی افضلیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور احساس کمتری سے نکلتا ہے اسے احساس برتری کی دولت غیر مترقبہ حاصل ہوتی ہے۔

سترھواں فائدہ:

امام کی اقتداء سے خود سری' جلد بازی اور اتباع نفس جیسی خواہشات کچلی جاتی ہیں۔ جس سے انسانی سیرت کی تکمیل ہوتی ہے۔

اللہ سب کو ہدایت بخشے۔ اور نماز باجماعت اور بمطابق سنت ادا کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

* * *

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۵

نماز میں آمین کہنا

اِذَا قَالَ الْاِمَامُ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ فَاِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ[1]

ترجمہ: "جب امام "وَلَا الضَّآلِّيْنَ" کہے تو تم سب "آمین" کہو۔ اس لیے کہ جس کا یہ قول فرشتوں کے قول کے موافق پڑ جائے' اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے"۔

تشریح: یہ حدیث ہر مسلمان کو حفظ کر لینی چاہیے' ایک مسلمان کہلانے والے کے لیے ضروری ہے کہ اسے سب احادیث نبویہ سے محبت ہو' اور جہاں تک ہو سکے انہیں حفظ کرنے اور پڑھنے پڑھانے کا شوق و جذبہ ہو' جب تک ہم اپنے اندر یہ جذبہ پیدا نہ کریں گے اور دوسروں کے کانوں تک رسول اللہ ﷺ کی حدیث رسول اللہ ﷺ ہی کے پیارے اور بابرکت الفاظ میں پہنچانے کی کوشش نہ کریں گے ہم صحیح معنوں میں اہل سنت بن سکتے ہیں نہ اہل حدیث کہلا سکتے ہیں۔

ہمارا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ جب لوگوں کو آنحضرت ﷺ کی حدیث مبارکہ آپ ہی کے مبارک الفاظ اور لہجے میں پہنچا دی گئی اور اس کا صاف اور صریح ترجمہ سنا دیا

---

(۱) بخاری' الاذان' باب جهر المأموم بالتامين ح ۷۸۲۔ مسلم' الصلاة' باب التسميع والتحميد والتامين ح ۴۱۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا اور اس کے ساتھ اپنی طرف سے کوئی حاشیہ نہ چڑھایا گیا جس سے تعصب کی بو آتی ہو' تو فریق ثانی اس کا قائل ہو گیا (کیونکہ ارشاد پیغمبر سے انکار اور فرار کی کوئی سچا مسلمان جرأت نہیں کر سکتا۔) اور آنحضرت ﷺ کے الفاظ مبارک اس پر اثر کر گئے اور اس کی کایا پلٹ گئی۔

اس حدیث میں جہری نماز میں سورۂ فاتحہ کے اختتام پر باآواز "آمین" کہنے کی تلقین اور اس کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ پس پہلے ان دو باتوں کو خود سمجھ لیجئے اور دوسروں کو سمجھانے کی کوشش کیجئے کہ "آمین" ہر مسلمان کو کہنی چاہیے۔ کیوں کہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور ان کی مطابقت یعنی انکے ساتھ مل کر "آمین" کہنے سے ہمارے سارے پچھلے (صغیرہ) گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جب یہ بات سمجھ میں آجائے کہ آمین ہر مقتدی کو کہنی چاہیے اور مطلق آمین کہنے کا کسی کو انکار بھی نہیں اور پھر پیار اور نرمی سے اس مسئلہ کو (کہ اونچی آواز سے کہنی چاہیے یا پست آواز سے) یوں حل کر لیجئے کہ جب آنحضور ﷺ کے زمانہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم بلند آواز سے آمین کہتے تھے اور وہ طریقہ بحمد اللہ مکہ و مدینہ میں آج تک جاری ہے' تو اب کیوں ممنوع ہو گیا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بلند آواز سے آمین کہنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور حضور ﷺ کا انہیں روکنا اور منع کرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ نیز چاروں ائمہ فقہ میں سے تین' جن کو لوگ برحق کہتے ہیں انہوں نے "آمین بالجہر" پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ سب جانتے ہیں کہ تین ائمہ (امام شافعی' امام مالک' امام احمد رحمہم اللہ بلند آواز سے) آمین کہنے کے قائل ہیں اور دیگر ائمہ ہدیٰ کی میجارٹی اور کثرت اونچی آواز سے آمین کہنے کے حق میں ہے۔ اس لیے آمین باآواز بلند کہنا اولیٰ اور افضل ہے۔ اور یہی راہ صواب ہے اور اسی میں اجر اور ثواب ہے۔ جو لوگ اونچی آمین پر چڑتے اور برا مناتے ہیں' یا اس کو برا بھلا کہتے ہیں وہ گنہگار ہوتے ہیں' تفریق بین المسلمین کے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں اور "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" کا مصداق بن کر زیادہ گنہ گار بنتے ہیں۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اب حالات بہت بہتر ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور روز بروز مزید بہتر ہو رہے ہیں۔ "آمین" تو سبھی کہتے ہیں بلکہ فی الوقت الحمدللہ ان پست آواز سے آمین کہنے والوں نے اہل حدیث احباب کی اونچی آمین کو گوارا کر لیا ہے۔ بہت سے شہروں اور دیہاتوں میں کثیر تعداد میں لوگوں نے حدیث و سنت معلوم ہونے پر اونچی آواز سے آمین کہنا شروع کر دی ہے۔ اور کثیر تعداد میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے حج یا عمرہ سے واپس آ کر داڑھی بھی رکھ لی اور آمین باآواز بلند بھی کہنا شروع کر دی ہے۔ ہمارے خیال میں اب اس مسئلہ کو خواہ مخواہ محل نزاع نہ بنانا چاہیے۔ لوگوں کے پیچھے لگنے کی بجائے امام کائنات حضرت محمد ﷺ کے پیچھے لگ کر اونچی آواز سے آمین کہہ کر بمطابق ارشاد نبوی ﷺ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنْبِهِ اپنے گناہوں کی معافی کا سامان کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب ﷺ کی سچی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اس طرح جھگڑے رگڑے ختم ہو کر باہمی محبت اور رواداری کی فضا پیدا ہو گی۔

"آمین" اس آواز و انداز سے کہیے کہ اس میں تضرع اور خشیت ہو' اگر آس پاس کے آدمی سنیں تو ان پر بھی کیف طاری ہو جائے اور انہیں بھی سرور آئے۔ نہ کہ اتنا چیخ کر اور گلا پھاڑ کر کہیے کہ دوسروں کی طبع پر بار ہو اور انہیں ناگوار گذرے۔ نیت سنت کی ادائیگی ہو۔ دوسروں کو پریشان کرنا تکلیف پہنچانا اور چڑانا نہ ہو۔ اگر یہ مقصد ہوا تو نہ کسی کا درود قبول ہو گا نہ آمین۔ سب کام مسنون ہونے چاہئیں اور احیائے سنت کے جذبے سے ہونے چاہئیں۔

***

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۶

بیوی سے عداوت رکھنا

لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُومِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ[1]

ترجمہ "کوئی مومن اپنی مومن بیوی سے اس بناء پر عناد یا بغض نہ رکھے (نہ اسے تنگ کرے) کہ اس کی کوئی عادت اسے ناپسند ہے۔ ممکن ہے اس کی کوئی اور عادت اچھی بھی ہو جسے وہ پسند کرتا ہو"۔

تشریح اس ارشاد میں جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک دیندار صالحہ خاتون کی قدر و عزت کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اور تلقین کی ہے کہ اگر کسی متقی اور پاک دامن عورت کی کوئی بات یا کوئی عادت ناپسند ہو تو اس کی پسندیدہ عادات کو دیکھو۔ ہو سکتا ہے تمہیں اس کی دین داری' اس کے ایمان و عقیدہ اور اس کی خانہ داری کی صلاحیت پسند ہو۔ لہٰذا ان خوبیوں کے پیش نظر اس کی کمزوریوں کو زیادہ اہمیت نہ دینی چاہیے۔

---

(۱) (مسلم' الرضاع' باب الوصیة بالنساء ح ۱۴۶۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

؎ نیکوں کو نہ ٹھہرائیو بد اے فرزند
ایک آدھ ادا ان کی اگر ہو ناپسند
کچھ نقص انار کی لطافت میں نہیں
ہوں اس میں اگر گلے سڑے دانے چند

فرض کیا اگر کسی نیک عورت میں ایک عادت اچھی نہ ہو تو اول تو وہ سمجھانے اور اصلاح کرنے سے خود اس کو دور کرلے گی' اگر دور نہ بھی کرے تو ایک ناپسندیدہ عادت کی وجہ سے اس کے ساتھ بغض وعناد اور کینہ و رنج رکھنا بہت بری بات ہے۔ اگر خلق و محبت کے ساتھ کام لیا جائے' نرمی سے سمجھایا جائے تو کئی بدعادتیں دور ہوسکتی ہیں اور انسان احسن طریق سے بڑی بڑی سخت مزاج اور نافرمان عورتوں کو بھی رام کرسکتا ہے۔

؎ خلق سے گرویدہ ہوسکتے ہیں گرگ و شیر
خلق سے تو کرسکتا ہے سب درندوں کو زیر

عورت اور مرد کے مزاج اور عادات و اطوار میں تفاوت ہوسکتا ہے۔ بلکہ ہوتا ہے۔ اس میں دماغی استعداد' ماحولی اثرات' اور جس ماحول میں میاں بیوی نے پرورش پائی ان کی بنا پر مرد عورت کے درمیان تھوڑے یا زیادہ فرق کا ہونا ایک قدرتی بات ہے۔ تو اس کا حل ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ دونوں ایک دوسرے کی کمی کو برداشت کریں۔ اور جہاں تک ہوسکے باہمی اصلاح کرنے کی کوشش کریں۔ ایک آدھ نقص کو برداشت کریں اور ساتھ ساتھ احسن طریقے سے اصلاح کی کوشش کریں۔

اللہ تعالیٰ نے مرد کے لیے عورت اور عورت کے لیے مرد میں باہمی کشش کا سامان رکھ دیا ہے جس کی بنا پر اکثر جھگڑے ٹل جاتے ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ عورت کو مرد کے جذبات و احساسات کا ممکن حد تک خیال رکھنا چاہیے۔ خصوصاً جب وہ باہر سے گھر میں آئے تو اس کی طرف توجہ دے۔ اور کام چھوڑ کر اس کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استقبال کرے۔ ہاتھ منہ دھونا ہو تو اسے صابن تولیہ پیش کرے۔ اس کا کھانا چنے۔ مختصر یہ کہ ہر طرح سے اس کا خیال رکھے۔ کوئی بات کرے تو توجہ سے سنے۔ ممکن حد تک اس کی ہاں میں ہاں ملائے۔ نہ اس کی بات کو کاٹے۔ نہ جرح کرے۔ نہ بحث کرے۔ اگر اس میں کوئی نقص پائے تو کسی دوسرے وقت اس کی اصلاح کرنے کی کوشش کرے اور اپنی بات پر اصرار نہ کرے۔ یہ ہدایات عورت کے لیے ہیں اگر وہ ایسا کرے گی تو اس کی بہت سی کمزوریاں چھپ جائیں گی۔ اور مرد کو اس کے خلاف سوچنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی۔ گھر میں کوئی جھگڑا نہیں ہو گا۔ جس طرح ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے میں عورت کا حصہ ہے اسی طرح مرد کا بھی ہے۔ جس طرح گلاب کے پودے میں پھول بھی ہیں اور کانٹے بھی۔ اسی طرح ہر فرد میں دونوں پہلو ہوتے ہیں' مرد کو چاہیے کہ بیوی کی اچھی عادات کو سامنے رکھے۔ اگر اس میں کمزوری ہو تو پریشان نہ ہو' اس میں کوئی خوبی بھی ہو گی۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی کوئی خوبی تمہیں اتنی پسند آئے کہ سب کمزوریاں بھول جائیں۔ مذکورہ حدیث مبارکہ میں زندگی گزارنے کا بہترین طریقہ بتایا گیا ہے۔ غالبا اس سے بہتر طریقہ ممکن نہیں۔

***

۱۳۷

غصے پر قابو پانے کی فضیلت

لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرْعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِىْ يَمْلِكُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ[1]

ترجمہ "بہادر وہ نہیں جو کشتی میں مدمقابل کو پچھاڑ دے' بلکہ بہادر وہ ہے' جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو پالے"۔

تشریح آنحضرت ﷺ ایک مرتبہ حلقہ احباب میں تشریف فرما تھے حضور ﷺ ان سے مخاطب ہوئے اور پوچھا بتاؤ تو سہی تم میں کون سب سے زیادہ بہادر ہے؟ سب نے ایک دوسرے کو دیکھا اور جو سب سے بڑھ کر صحت مند اور قوی ہیکل دکھائی دیا اس کا نام پیش کیا' آنحضور ﷺ نے فرمایا نہیں' میں سب سے بڑھ کر بہادر کے بارے میں پوچھتا ہوں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پھر ایک مشہور پہلوان کا نام لے لیا جس نے کئی شہہ زوروں کو نیچا دکھایا تھا۔ آنجناب ﷺ نے فرمایا تم میری بات نہیں سمجھے' میں تو اصلی بہادر اور حقیقی پہلوان کے متعلق دریافت کرتا ہوں۔ اس پر سب نے لاعلمی ظاہر کی اور عرض کیا کہ اب حضور ہی ارشاد فرمائیں کہ وہ کون ہے؟ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دیکھو بہادر اور پہلوان وہ نہیں جو دوسروں کو پچھاڑتا اور لتاڑتا پھرے' بلکہ حقیقی بہادر وہ ہے جو غصہ و غضب کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔

بہت میدان جیتے پہلوانوں کو اکھاڑا بھی
مگر غصے میں دیو نفس کو تو نے پچھاڑا بھی؟

اسی طرح ایک موقع پر فرمایا:

اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَ عَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ (ترمذی' صفۃ القیامۃ' باب ۲۵ ح ۲۴۵۹۔ ابن ماجہ' الزھد' باب ذکر الموت والاستعداد له ح ۴۲۶۰)

(۱) (بخاری' الادب' باب الحذر من الغضب ح ۶۱۱۴۔ مسلم' البر والصلة' باب فضل من یملک نفسه عند الغضب ح ۲۶۰۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس پر غلبہ پائے اور اگلی زندگی کی طرف توجہ کرے۔"

ے یہ کیا مارا؟ اگر تو نے نہنگ و شیر نر مارا
بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

پھر حضور انور ﷺ کا ارشاد ہے:

خَصْلَتَانِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ اَلْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ (مسلم' الايمان' باب الامر بالايمان بالله تعالى و رسوله الخ ح ۱۸)

"انسان کی دو خصلتیں اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں ایک حوصلہ مندی' دوسری غصے کو قابو میں رکھنا"۔

غصہ و غضب کو مدھم کرنے اور روکنے کا ایک نسخہ یہ بھی ہے کہ اگر کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ' بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ' اللہ کا نام لے کر پانی کے دو چار گھونٹ پی لو۔ (ابو داؤد' الادب' باب ما يقال عند الغضب ح ۴۷۸۲) جس پر غصہ آرہا ہو' تھوڑی دیر کے لیے اس کے سامنے سے ہٹ جاؤ اور ذہن کسی اور طرف منتقل کر دو۔ اور کسی ضروری اور اپنے ذوق کے اچھے کام میں ایسے مصروف ہو جاؤ کہ دماغ ادھر ہی لگ جائے۔ یا اپنے آپ کو کسی اور سوچ اور فکر سے دوچار کر لو کہ خیال ادھر سے ہٹ ہی جائے۔ ان تدابیر کے اختیار کرنے سے ان شاء اللہ غصہ ٹل جائے گا۔

پس بحسب ارشاد نبوی:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَ يَدِهٖ (بخاری' الایمان' باب المسلم من سلم المسلمون الخ ح ۱۰۔ مسلم' الایمان' باب بیان تفاضل الاسلام ح ۴۰)

"ہر مسلمان کا فرض ہے کہ نہ وہ کسی پر زبان کھولے نہ ہاتھ اٹھائے (بلکہ اپنے غصہ کو دبا کر جھگڑے فساد سے دور رہنے کی کوشش کرے۔")

ایک بار ایک شخص نے عرض کیا حضور! مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی میں غصے کا عنصر غالب تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا غصہ نہ کیا کر۔ اس نے عرض کیا۔ حضور! کوئی اور نصیحت فرمایئے' آپ ﷺ نے پھر فرمایا' غصہ نہ کیا کر' اس نے پھر عرض کیا حضور! کچھ اور فرمایئے آپ نے پھر حکم دیا کہ غصہ تھوک دیا کرو۔ (بخاری' الادب' باب الحذر من الغضب ح ٦١١٦)

اس کا اس پر اتنا اثر ہوا کہ وہ اپنے غصہ پر غالب آگیا۔ خلاصہ کلام یہ کہ اپنے غصے پر غالب آنا ہی اصل جوانمردی ہے۔

غصہ انسان کی جبلت میں داخل ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام نہایت معتدل مزاج ہوتے ہیں مگر اعتدال امزاجہ کے باوجود غصہ ان میں بھی تھا حضرت یونس اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ خود حضور اکرم ﷺ کے مزاج مبارک میں غصہ تھا مگر آپ کا غصہ آپ پر غالب نہ آتا تھا بلکہ آپ کے تابع ہوتا تھا اور آپ کا غصہ ہمیشہ دین کے حوالے سے ہوتا تھا۔ معلوم ہوا کہ غصہ بجائے خود برا نہیں۔ اگر یہ عیب ہوتا تو جلیل القدر ہستیوں میں نہ ہوتا۔ مطلق غصہ عیب نہیں کمال ہے' نقص نہیں خوبی ہے۔ غیرت ایک عمدہ وصف ہے' غصہ ہو تو غیرت آتی ہے' ہم کسی آدمی کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ فلاں آدمی بڑا غیور ہے' بہت غیرت مند ہے۔ غیرت اور غصے دونوں اچھے اوصاف ہیں ان دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ غصہ کے سلسلے میں چند باتیں بنیادی طور پر ذہن میں رکھنی چاہیں۔ (۱) غصہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر نہیں آنا چاہیے۔ (۲) غصہ حد سے زیادہ نہیں آنا چاہیے۔ (۳) غصہ دین اور اخلاص کے حوالے سے آنا چاہیے' دنیوی باتوں یا نقصانات پر نہیں آنا چاہیے۔ (۴) غصہ دیر سے آنا چاہیے۔ اور جلدی اتر جانا چاہیے۔

غصے کی چار اقسام کی جاتی ہیں (الف) غصہ جلدی آئے اور جلدی اتر جائے۔ (ب) غصہ جلدی آئے اور دیر سے اترے اور دیر کی کوئی حد ہی نہ ہو۔ (ج) غصہ دیر سے آئے اور دیر سے جائے۔ (د) اور چوتھی قسم وہی ہے جو اوپر نمبر ۴ میں بیان ہو چکی ہے۔ کہ دیر سے آئے اور جلدی اتر جائے اور یہ سب سے بہتر قسم ہے۔ بشرطیکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غصہ دین کے بارے میں ہو۔

غصہ کے حوالے سے ایک اور بات یاد رکھنی چاہیے۔ وہ یہ کہ جب غصہ آئے تو ممکن حد تک اس کو دبانے کی کوشش کریں۔ کیونکہ غصہ دبانے سے دب جاتا ہے اور بڑھانے سے بڑھ جاتا ہے۔ اور عموماً یہ ضعیف اور کمزور آدمی پر آتا ہے۔ اپنے سے طاقتور کو دیکھ کر دب جاتا ہے اور غصہ دبانے کے طریقے اسی حدیث میں بیان ہو چکے ہیں۔ انہیں دیکھ لیجئے۔ غصہ زیادہ کرنے اور بار بار کرنے سے انسان ذہنی اور نفسیاتی مریض ہو جاتا ہے۔ جس کا اعضائے رئیسہ پر برابر برا اثر پڑ کر آدمی یا توازن کھو بیٹھتا ہے یا دل کا مریض ہو جاتا ہے یا بلڈ پریشر کے نرغے میں آ جاتا ہے یا اعصابی امراض کا شکار ہو جاتا ہے جیسے ادویہ یا نشیلی چیزیں دے دے کر اور بیمار کر دیا جاتا ہے۔ اور کبھی آدمی امراض کی وادی میں ایسا داخل ہو جاتا ہے۔ کہ واپس آنا ممکن نہیں ہوتا۔

غصہ کی تشخیص کرنے سے چند اسباب سامنے آتے ہیں ان کا ازالہ کرنے سے غصہ فرو ہو سکتا ہے۔ پہلا سبب: معاشی مسائل' دوسرا سبب: تنگ ظرفی' تیسرا سبب: حسد' چوتھا سبب: شرک' پانچواں سبب: فسق و فجور' چھٹا سبب: نفاق' ساتواں سبب: دین سے دوری۔

انسان ان اسباب کو دور کرے بفضلہ وہ غصہ پر قابو پا کر صحیح پہلوان یعنی بہادر' بلند حوصلہ اور جری و دلیر بن جائے گا۔ ورنہ مغلوب الغضب ہو کر نقصان کر بیٹھے گا۔ لہٰذا ہمیں ہمیشہ مذکورہ ارشاد نبوی پیش نظر رکھنا چاہیے۔

حدیث و سنت پر عمل کر کے انسان کا نہ صرف عقیدہ درست ہو جاتا ہے بلکہ بہت سے رذائل ختم ہو کر انسانی سیرت کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حدیث مبارکہ کا صحیح شوق اور پیار عطا فرمائے۔ تاکہ ہم انہیں پڑھ کر اپنی زندگی کو نمونۂ جنت بنا سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مسلم پبلیکیشنز

کی مختلف موضوعات پر چند شہرہ آفاق کتب